کتاب وسنت اور فقہائے امت کے فرامین کی روشنی میں
اصلاحی وفلاحی معاملات میں مسلمان عوام پر

مسلم حکام کی اطاعت کا وجوب

جمع وترتیب (عربی)
فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن فوزی الاثری حفظہ اللہ تعالیٰ

تلخیص وترتیب جدید (اردو)
فضیلۃ الاستاذ عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ

www.KitaboSunnat.com

مرکز تفہیم القرآن والسنۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت اور فقہائے امت کے فرامین کی روشنی میں
اصلاحی وفلاحی معاملات میں مسلمان عوام پر

مسلم حکام کی اطاعت کا وجوب

جمع وترتیب (عربی)
فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن فوزی الاثری حفظہ اللہ

تلخیص وترتیب جدید (اردو)
فضیلۃ الاستاذ عبدالجبار سلفی حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دار السیاف
DARUSSAYYAF

دین اسلام کی نشر و اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مسلمان عوام پر

مسلم حکام کی اطاعت کا وجوب

جمع و ترتیب (عربی) .... فضیلۃ الشیخ ابوعبدالرحمٰن فوزی الاثری

تلخیص و ترتیب (اردو) .... فضیلۃ الاستاذ ابومسعود عبدالجبار سلفی

ناشر پروفیسر روح الامین مرکز تفہیم القرآن والسنۃ (بعزہ)

طابع دار السیاف

تعداد .... قیمت ....

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

﴿لاہور﴾ دار الاندلس۔ مرکز القادسیہ (37230549)، دار السلام شوروم (37232400) مکتبہ اسلامیہ (37351124) مکتبہ قدوسیہ (37230585)، مکتبہ سلفیہ (37237184)، نعمانی کتب خانہ (37321865)، مکتبہ دار الہدیٰ (03009480166)، اسلامی اکیڈمی (37357587)، کتاب سرائے (37320318)۔ البلاغ، جیل روڈ (35717842) گلبرگ (35717842)، ماڈل ٹاؤن (35717842)۔ مکتبہ محمدیہ (03334766251)

﴿فیصل آباد﴾ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین بازار: 631204، مکتبہ اہل حدیث۔ امین پور بازار: 041-2629292

﴿راولپنڈی﴾ تسجیلات طیبہ کشمیری بازار: 5535168۔ دار الفکر اسلامی: 03215216287۔ مکتبہ عائشہ: 051-551014 ﴿اسلام آباد﴾ المسعود اسلامک بکس: 2261356۔ البلاغ: 2281420، دار السلام شوروم: 0321-5370378، الہدیٰ انٹرنیشنل: 051-4434615۔ البلاغ۔ واہ کینٹ (051-4541148)

﴿کراچی﴾ فضلی سنز: 32212991۔ مکتبہ دار القرآن: 021-32211998۔ علمی کتب خانہ اردو بازار۔ 32628939

﴿پشاور﴾ سراج کتب خانہ: 214720۔ حیدرآباد: مکتبہ دعوت السلفیہ 03332607264،

﴿سیالکوٹ﴾ مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ: 052-4591911، مکتبہ الاذان: 0332-8787866

دار السیاف
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0333-8242703-0321-7440323

گوجرانوالہ تعمیر اخلاق روڈ، حاجی غلام حسین کالونی 0321-6487621

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محتویات الکتاب

۱۔ تقدیم ۵

۲۔ مقدمۃ الکتاب ۸

۳۔ دیباچہ ۹

۴۔ تمہیدِ اوّل ۱۳

۵۔ تمہیدِ دُوم ۱۸

۶۔ **پہلی فصل:** کتاب اللہ سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں پر حکام المسلمین کی اطاعت واجب ہے ۲۱

۷۔ **دوسری فصل:** سنت رسول اللہ سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حُکّام کی سمع و طاعت کے واجب ہے ۲۴

۸۔ **تیسری فصل:** اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حکام کی سمع و طاعت واجب ہے ۳۰

۹۔ **چوتھی فصل:** حکام المسلمین کی سمع و طاعت کے واجب ہونے پر علماء کرام کے اقوال کا تذکرہ ۳۳

۱۰۔ **پانچویں فصل:** مسلمان حُکّام کی تعظیم وتوقیر کے دلائل ۳۹

۱۱۔ **چھٹی فصل:** اس بات کے دلائل کہ حکام المسلمین کو گالیاں دینا اور ان کو دھوکہ دینا اور ان سے بغض رکھنا حرام ہے اور ان کے لیے دعا کرنا واجب ہے ۴۴

۱۲۔ **ساتویں فصل:** اس بات کے دلائل کہ حکام المسلمین کو پوشیدہ طور پر سمجھانا چاہیے، نا کہ لوگوں کے جم غفیر میں علانیۃً ۵۲

۱۳۔ **آٹھویں فصل:** اس بات کے دلائل کہ جب مسلمانوں کے حکمران نصیحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کان نہ دھریں تو ان کے خلاف لوگوں کو اُکسانا حرام ہے اور (شرع میں) اس
صورت میں صبر کرنا اور نیک کام میں ان کی اطاعت کرنا لازم ہے ______ ۶۳
حاکم وقت کے خلاف خروج کرنے کے بارے میں امام ابوالعباس ابن تیمیہ کا
بصیرت افروز بیان ۷۸
۱۴۔ **نویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حکمران کے خلاف ہتھیار
اٹھانا اور اس کام میں شریک ہونا حرام ہے ۸۸
۱۵۔ **دسویں فصل**: مسلمانوں کے حکام کو کام سے روکنے اور ان کے خلاف لوگوں کو
بھڑکانے اور جماعت کو فرقوں میں تقسیم کرنے والوں کی سزا کے دلائل ۹۶
۱۶۔ **گیارھویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ حاکم وقت کی بیعت واجب ہے
اور جو شخص مطاع حاکم کی اطاعت سے نکل کر مرا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔
۱۰۲
۱۷۔ **بارھویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ فتنوں کے برپا ہونے کے مواقع پر
مسلمانوں کی جماعت اور ان کے ساتھ مل کر رہنا واجب ہے ______ ۱۱۲
۱۸۔ **تیرھویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حاکموں کی غیبت کرنا
حرام ہے ۱۳۰
۱۹۔ **چودھویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ مسلم حکمرانوں کے پیچھے نماز ادا کرنا
اور ان کو زکوٰۃ ادا کرنا اور ان کے ساتھ مل کر جہاد اور حج کرنا واجب ہے ۱۳۵
۲۰۔ **پندرھویں فصل**: اس بات کے دلائل کہ جو شخص مسلمانوں کے اُمراء کی
بات غور سے سنے اور ان کی اطاعت کرے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں
میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے ______ ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ عَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ وَ بَعْدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ صحت مندانہ حالات میں اپنے سے بڑے رُتبے اور بڑے منصب اور بڑی عمر والے انسان کی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور اس جبِلّت سے صرف وہی انسان خارج ہے جس کی فطرت رذالت اور خباثت سے آلودہ ہے۔

اپنے سے بڑی عمر اور بڑے رتبے اور منصب والوں کا احترام کرنا بڑا کریمانہ وصف ہے اور حضرت رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے کریمانہ اوصاف کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اپنے سے بلند رتبے والے سے حسد کرنا شیطانی وصف ہے اور اسی وصف کی وجہ سے ابلیس مردود خلائق قرار پایا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے مسلمان حکام اور علمائے عظام کا احترام کریں اور ان پر تنقید کی بجائے ان کی اصلاح اور خیر خواہی کریں۔

خیر خواہی، دین اسلام کا طرۂ امتیاز ہے اور اس کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ بھی ہے اور اس کی کتاب اور مسلمان حکام اور عوام کے ساتھ بھی ہے۔

اللہ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ اس کی بندگی کی جائے اور اس کی بندگی کی مسنون رسوبات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں اس لیے وہ اپنی بندگی میں مخلوق کی شرکت گوارا نہیں کرتا اور اس کے رسول ﷺ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ دل کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم و توقیر کی جائے اور ان کے احکامات کی بلا حیل و حجت تعمیل کی جائے اور کسی اُمّتی کے قول و فعل کو ان کے قول و فعل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے پَر کاہ کی حیثیت بھی نہ دی جائے۔

اور اس کی کتاب (قرآنِ حکیم) کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس کے ہر حرف کو کلام اللہ سمجھا جائے اور دلی عقیدت کے ساتھ غور سے اس کی تلاوت کی جائے اور اس میں بیان شدہ احکام پر عمل کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ بحکم نبوی ﷺ ان کا احترام کیا جائے اور نیک کاموں میں ان کی اطاعت اور نصرت کی جائے اور برے کاموں میں ان کی اطاعت نہ کی جائے اور انھیں تنہائی میں برے کاموں کے بھیانک انجام سے ڈرایا جائے۔ اور ان کا احترام گھٹا کر اپنا قد بڑھانے سے احتراز کیا جائے اور عوام کو ان کے خلاف اکسانے کے لیے ان پر ناروا تنقید نہ کی جائے اور نہ ان کے خلاف خروج کیا جائے۔ اور عوام کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے جسے وہ آسانی سے اٹھا سکیں اور ان کو ان کے کام کا فوراً اور پورا پورا معاوضہ دیا جائے اور ناجائز ٹیکسوں سے ان کا خون نہ نچوڑا جائے اور نہ اس سے رشوت لی جائے۔

اگر مسلم ریاستوں کے حکمران اور عوام مذکورہ بالا خیر خواہی کا حق ادا کریں تو یقین جانیے کہ مسلم ریاستیں امن و امان کا گہوارہ بن سکتی ہیں۔ لیکن ملعون یہود و ہنود اور مجوس کو یہ گوارا نہیں ہے کہ مسلم ریاستوں میں استحکام پیدا ہو اور وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ اس لیے انھوں نے مسلمانوں کے عقیدے میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے اپنے سپریم لیڈر (رہبرِ اعلیٰ) کے احکام کو پیغمبر کے احکام کا درجہ دینا شروع کر دیا ہے اور اس مقصد کے لیے انھوں نے دین بازوں کو اپنے سیاسی اور مذہبی جنونیوں کی برین واشنگ (ذہن سازی) کے لیے رقوم دی ہیں تاکہ وہ مسلم اور سیکولر ممالک میں برین واشنگ کے لیے ادارے قائم کریں اور رمضان المبارک کے آخری عشرے اور مُحرم الحرام کے پہلے عشرے میں لوگوں کو عبادت کے نام پر اکٹھا کر کے ان کے دلوں میں اپنے سیاسی اور مذہبی مخالفین کی نفرت کا بارود بھریں اور پھر ان سے وہی کام لیں جو حسن بن صباح (باطنی یہودی) نے اپنے حَشِیشِیِّین سے لیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ خنّاس جانتے ہیں کہ عام ڈاکو اور لٹیرے اُمّت مسلمہ میں اس قدر بدامنی اور فساد نہیں پھیلا سکتے جس قدر مذہبی طالع آزماؤں کے اندھے معتقدین بدامنی پھیلا سکتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے مذہبی اور سیاسی طالع آزماؤں اور مہم جوؤں کو اقتدار دلانے کا لالچ دے کر ان کی دُم مروڑ دی ہے اور وہ جلسوں، جلوسوں اور دھرنوں میں اپنے معتقدین اور معتقدات کے حصار میں عوام کے منتخب کردہ حکمرانوں کو غرّا رہے ہیں اور اپنے اندھے عقیدت مند نوجوانوں کو بہکا کر امن و امان برقرار رکھنے والے اداروں سے لڑا کر موت کے گھاٹ اتروا رہے ہیں۔

اس کتاب کے ترجمے، تلخیص اور اشاعت سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے حکام اپنے ماتحتوں کو اور والدین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اور اساتذہ کرام اپنے طلبہ وطالبات کو سمجھائیں کہ ہمارا دین، امن و سلامتی کا دین ہے اس میں مذہبی یا نیم مذہبی طالع آزماؤں کے کہنے پر بے گناہ اور گنہگار مسلمانوں اور اقلیتوں اور معاہدین کو مارنا بھیانک جرم ہے اور اس جرم کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلنا ہے۔ تاکہ وہ بیک چینل بیٹھے یہود، ہنود اور مجوس کے آلہ کار نہ بنیں اور نہ ہی وہ فرقہ مولویہ کے گولن بن کر اپنے حکمرانوں کے خلاف خروج کریں کیونکہ اس طرح کرنے سے وطن عزیز عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا اور دشمنانِ ملک و ملت کا ایجنڈا ہی یہی ہے کہ مسلم ریاستوں کے عوام اپنے حکمرانوں سے لڑ بھڑ کر اس طرح کمزور ہو جائیں جس طرح وہ اُندلس میں کمزور ہو گئے تھے اور پھر انھیں اسی سمندر میں ڈوبنا پڑا تھا جسے عبور کر کے ان کے آباؤ اجداد نے یورپ پر صدیوں تک حکمرانی کی تھی۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیہِ التُّکْلَانُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

فقیر الی اللہ الغنی ابومسعود عبدالجبار سلفی

بروز جمعۃ المبارک 15-9-2016

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، وَ بَعْدَهٗ

میں نے کتاب مسمّٰی ''اَلْوِرْدُ الْمَقْطُوْفُ فِيْ وُجُوْبِ طَاعَةِ وُلَاةِ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ'' پڑھی ہے۔ میں نے اس کتاب کو اس کے موضوع میں قیمتی کتاب پایا ہے۔ یہ کتاب اپنے تمام ابواب اور مسائل میں کتاب وسنت اور اقوال ائمہ سے مستحکم ہے۔ خصوصاً اس دور میں کہ جس میں جہالت اور خواہش کی پیروی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر بغیر علم اور ہدایت کے بات کہنا عام ہو گیا ہے اور مسلمانوں کو اس چیز کی ضرورت ہے جو ان کے آوازے کو متحد کر سکے اور ان کے دشمن کی تدبیر کو روک سکے، جو ان کے درمیان تفریق پیدا کرنا اور ان کے درمیان فتنے کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے۔

اس دور میں بلکہ ہر دور میں حق کو آشکارا کرنا اور باطل کی تردید کرنا واجبات دین میں سے واجب ترین اور اہم کاموں میں سے اہم ترین کام ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف شیخ ابوعبدالرحمٰن فوزی الاثری کو اس کام کی بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے حق کو آشکارا اور باطل کو بے اثر کرنے کے سلسلے میں کیا ہے۔ اور انھیں مسلمانوں کے فائدے کے لیے لکھی گئی اس کتاب کا اور دیگر کتابوں کا اجر وثواب عطا فرمائے۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ

الراقم

صالح بن فوزان بن عبدالله الفوزان

24-6-1418 هجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

(اے میرے رب کریم! اس کام کو آسان کر اور (میری) مدد فرما
اور (اس کام میں) برکت فرما)

تفسیر قرطبی (ج:۵،ص:۲۶۰) میں ہے کہ امام سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیریت سے رہیں گے جب تک وہ سلطان (المسلمین) اور علماء کا احترام کرتے رہیں گے، اگر وہ ان دونوں کا احترام کریں گے تو اللہ ان کی دنیا اور آخرت سنوار دے گا، اور اگر وہ ان دونوں کی تحقیر کریں گے تو وہ اپنی دنیا اور آخرت خراب کر بیٹھیں گے۔

عیون الاخبار ابن قتیبہ (ج:۱،ص:۲) میں منقول ہے کہ حضرت کعب احبار رحمہ اللہ نے فرمایا: اسلام، سلطان اور لوگوں کی مثال سائبان، بانس، رسیوں اور کھونٹوں کی ہے۔ سائبان تو اسلام ہے اور بانس، سلطان ہے اور رسیاں اور کھونٹے لوگ ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔

اور دین اسلام کی روح سے لازمی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے بغیر کوئی دین نہیں اور امامت کے بغیر کوئی جماعت نہیں اور سننے اور اطاعت کرنے کے بغیر کوئی امامت نہیں۔ جامع العلوم والحکم میں ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے حکام المسلمین کے بارے میں فرمایا: وہ ہماری پانچ ضروریات دین یعنی، جمعہ، جماعت، عید، سرحدوں کی حفاظت اور حدود کے قیام کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ وہ ناحق پریشان کریں اور ظلم کریں۔ اللہ کی قسم! اللہ ان کے ذریعے جو درست کام کرواتا ہے وہ ان کی خرابیوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم ان کاموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ان کی اطاعت قابل رشک عمل ہے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنا کفر ہے یعنی کفر سے کمتر کفر ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ اس معاملے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ خصوصاً فتنے کی علامات ظاہر ہونے کے مواقع پر اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ اس معاملے میں جہالت اور غفلت سے بندوں اور شہروں میں لمبا چوڑا فساد پھیل جائے گا اور رُشد و ہدایت کے راستے سے انحراف رونما ہو جائے گا۔

جامع العلوم والحکم (ج:۱،ص:۱۱۷) میں امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن رجب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے امور و معاملات کے والیوں کی بات سننے اور ان کی اطاعت کرنے میں دنیا کی سعادت ہے اور اس عمل کے ساتھ بندوں کے معاشی مفادات کی منصوبہ بندی ہوتی ہے اور اس عمل کے ساتھ ہی وہ اپنے دین کے اظہار اور اپنے رب کی اطاعت پر مدد حاصل کرتے ہیں۔ الخ۔

اور اس کلام سے اعلیٰ ترین کلام امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امام ابوالحسین بیہقی کی سنن الکبریٰ میں عاصم بن حمزہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کہتے ہوئے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اللہ کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہیں، لیکن لوگوں کے لیے نیک یا فاجر امیر کا ہونا ضروری ہے (جس کی امارت میں) مومن عمل کرے گا اور کافر (زندگی سے) مستفید ہو گا۔ اور اللہ اسی حال میں موعودہ اجل تک پہنچا دے گا۔

میں کہتا ہوں کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سب سے جامع، محکم اور شیریں تر کلام ہے۔ اور جو کوئی اپنی جان کے لیے نجات اور فلاح کا ارادہ رکھتا ہے اس کو اس مسئلے میں وارد ہونے والی شرعی نصوص پر غور کرنا چاہیے اور ان پر اپنے دل کی چاہت کو حاکم نہیں بنانا چاہیے کیونکہ بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی مرضی اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو شریعت غرّا لے کر آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس مسئلے میں لوگوں میں زیادہ تر خرابی، خواہش کی پیروی اور نقل پر عقل کو مقدم کرنے سے در آئی ہے۔ اے حق کے طلب گار تیرے سامنے نصوص شرعیہ اور نقول سلفیہ پیش کی جا رہی ہیں۔ انھیں کان لگا کر سن اور گہری نگاہ سے پڑھ، اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کو تیرا حلیف اور راستگی کو تیرا رفیق بنائے، اور تجھے خواہشات اور فتنوں کی پھسلن سے بچائے۔ (آمین)

محی السنہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ اپنی کتاب إکلیل الکرامة فی تبیان مقاصد الامامة میں فرماتے ہیں:

''اس بات کو جاننا واجب ہے کہ لوگوں کے (سیاسی، دینی، معاشی) معاملے کی سربراہی، دین کے عظیم واجبات میں داخل ہے بلکہ اس کے بغیر نہ تو دین قائم ہوسکتا ہے نہ دنیا، بے شک بنی آدم کی فلاح و بہبود اجتماعیت کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ ایک دوسرے کی ضرورت ہیں اور اجتماعیت کے موقع پر ان کے لیے سربراہ کا ہونا ضروری ہے...... اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب قرار دیا ہے اور یہ قوت اور امارت کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ اور اس طرح اللہ نے جتنے کام واجب کیے ہیں مثلاً جہاد، عدل وانصاف، حج، جمعہ، عیدین اور مظلوم کی مدد کرنا اور حدود اللہ کا قیام، یہ قوت اور امارت کے بغیر پورے نہیں ہوتے۔ اور کہا گیا ہے کہ جابر حکمران کی حکومت میں ساٹھ سال گزارنا، ایک رات بغیر حکمران کے گزارنے سے زیادہ درست ہے اور تجربہ اس بات کا گواہ ہے...... الخ''

امام لالکائی کی کتاب الاعتقاد (ج:۱،ص:۶۴) میں امام اوزاعی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ اصحاب محمد ﷺ اور نیک کاموں میں ان پیروی کرنے والے تابعین پانچ اعمال پر عمل کرتے تھے۔ جماعت سے مل کر رہنا، سنت کی پیروی کرنا، مساجد کو آباد رکھنا، تلاوت قرآن اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابو العباس ابن تیمیہ اپنی کتاب السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرَّعِیّۃ (ص۲۱۷،طبع دارالارقم کویت) میں مذکور بالا ضروریاتِ دین ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"پس (ضروریات) دین کے قیام کے لیے امارت کا قیام واجب ہے اور یہ ایسا عمل ہے جس کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس عمل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنا، اس کا تقرب حاصل کرنے والے اعمال میں سے افضل ترین عمل ہے۔ اور اس معاملے میں اکثر لوگوں کا حال اس وقت بگڑ جاتا ہے جب وہ ریاست اور دولت کے حصول کے لیے مہم جوئی شروع کر دیتے ہیں......الخ"

گزشتہ نصوص سے سمجھا جا سکتا ہے کہ دنیوی اور دینی مفادات کا انتظام بغیر امامت اور جماعت کے نہیں ہو سکتا۔ امام ابوبکر بن خلال اپنی کتاب السنّۃ (ص:۸۱،طبع ریاض) میں محمد بن عوف بن سفیان حمصی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فتنہ اس وقت برپا ہوتا ہے جب لوگوں کا ایسا امام نہ ہو جو ان کے کاموں کی زمام اپنے ہاتھ میں لے۔ اسی طرح امام خلال اپنی کتاب السُّنّۃ میں (صحیح سند کے ساتھ،ص:۸۴،طبع ریاض) ابوبکر مروزی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبد اللہ (احمد بن حنبل) کو خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی ہاشمی کے تذکرے کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں تو اس کے لیے اصلاح اور عافیت کی دعا کرتا ہوں اور فرمایا اگر اس کے خلاف کوئی سازش کامیاب ہو گئی تو تم دیکھو گے کہ اسلام پر کیا بیتے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیدِ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(اے اللہ! مجھے وافر مقدار میں علم، حفظ اور فہم عطا فرما)

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ، وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ:

اہل حدیث نے سنت (کی اہمیت) پر بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں اور شاید آپ کو ان کی ایسی کوئی کتاب نہ ملے گی جس میں مسلمانوں کے معاملات کے منتظمین (حکام) کی بات سننے اور ان کی اطاعت کرنے کو واجب قرار نہ دیا گیا ہو، یہ اس لیے کہ (حکام المسلمین کی اطاعت) اہل حدیث کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے اور اس کی بنا پر ہی وہ باطل پرستوں سے علیحدہ ہیں، اور انھوں نے اس موضوع پر سلف صالحین، صحابہ کرام و تابعین عظام کے عقیدے کو بیان کرنے کی غرض سے لکھا ہے، تاکہ اس کو پڑھ کر ان کی اقتداء کی جائے۔

اور یہ سب کچھ اس منہج کی انتہائی اہمیت اور اس کی عظمت شان کے لیے ہے کیونکہ معاملات کے ذمہ داران کی اطاعت کے ساتھ ہی تمام دینی اور دنیاوی امور کی تنظیم ہوتی ہے اور فتنوں کے دروازے بند ہوتے ہیں۔

اسی وجہ سے ان کی سمع و طاعت کے واجب ہونے پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی بنیاد وہی واضح شرعی نصوص ہیں جو متواتر منقول ہیں، اور دین اسلام سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جمعیت کے بغیر کوئی دین نہیں، اور امامت کے بغیر کوئی جمعیت نہیں اور سمع و طاعت کے بغیر کوئی امامت (سربراہی) نہیں۔ (دیکھئے معاملة الحکام فی ضوء الکتاب والسنة مولفہ شیخ عبدالسلام بن برجس)

تھذیب الریاسة و ترتیب السیاسة میں امام قلعی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام کا مقصد دین اور دنیا کے معاملے کو منظم کرنا ہے اور یہ مقصد حاضر حاکم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ہم امامت کے وجوب کا فتویٰ نہ دیں تو یہ قیامت تک قتل و غارت اور اختلاف کی ہمیشگی کا سبب بنے گا، اگر لوگوں کے لیے ایسا حاکم نہ ہو جس کا فرمان بے حیل و حجت تسلیم کیا جائے تو اسلام کی شان و شوکت میں رخنہ پڑ جائے گا اور وہ ضائع ہو جائے گا، اگر امت کے لیے بارعب اور طاقتور حکمران نہ ہو تو محراب اور منبر ویران ہو جائیں گے اور آنے جانے والوں کے لیے راستے بند ہو جائیں گے، اگر کوئی دور حاکم سے خالی ہو جائے تو احکام معطّل ہو جائیں گے اور یتیم ضائع ہو جائیں گے اور بیت اللہ الحرام کا حج رک جائے گا، اگر حکمران، مُنصِفین، سلاطین اور گورنر نہ ہوں تو جوان لڑکیوں کے نکاح اور یتیم بچوں کی کفالت نہ ہو سکے گی، اگر سلطان اسلام نہ ہو تو لوگوں میں انارکی پھیل جائے گی اور وہ ایک دوسرے کو کھا جائیں گے۔

غیاث الامم فی تیاثِ الظلم میں امام الحرمین عبدالملک جوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امامت (حاکمیت) ریاست تامہ اور عمومی سرداری (کی تکمیل) ہے۔ اور یہ خواص اور عوام کے دین و دنیا کے ضروری کاموں سے تعلق رکھتی ہے اور یہ دلیل اور تلوار کے ساتھ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے تحفظ اور پانیوں بھرے کنووں کی نگہبانی اور دعوت کے قیام، اور بے راہ روی اور ظلم و ستم کو روکنے اور ظالموں سے مظلوموں کو انصاف دلانے اور مانعین سے مکمل حقوق لینے اور انھیں مستحقین میں تقسیم کو اپنے دائرہ اختیار میں لاتی ہے لہٰذا حتی الامکان حاکم کا تقرر واجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمرانی علوم کے شہرۂ آفاق عالم عبدالرحمٰن بن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمے (ج:۲،ص:۲۸۸، طبع لَجْنَۃُ الْبَیَانِ الْعَرَبی) میں فرماتے ہیں کہ حاکم کا تقرر واجب ہے، اور شرع شریف میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے اجماع کے ساتھ اس کا واجب ہونا معروف و مشہور ہے ۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام نے جلدی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اپنے معاملات میں ان کی سپرویژن (افضلیت) تسلیم کرلی اور اس کے بعد ہر دور میں یہ فریضہ انجام پاتا رہا اور ان کا یہ عمل حاکم کے تقرر کے وجوب پر دلالت کرنے کا ثبوت بن گیا۔ (الخ)

الأدِلّة الشّرعية فى بيان حق الرّاعى والرّعية (ص:۲۴) پر امام ابن سبیل فرماتے ہیں کہ امتوں اور معاشروں کے مفادات آمر اور مامور کے درمیان تعاون کے بغیر نہ پورے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا انتظام ہوسکتا ہے اور ان تمام کاموں کا اہتمام کرنا آمر کے فرائض میں سے ہے اور اس کے اوپر ڈالی گئی امانتوں اور ذمہ داریوں کی ادائیگی ہے۔

لہٰذا لوگوں کو وہی امیر درست کرسکتا ہے جس کے ذریعے اللہ راستوں کو پرامن بناتا ہے اور اس کے دشمن سے جہاد اور بیت اللہ کا حج کرواتا ہے اور اس کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کرواتا ہے اور اس کے ذریعے خرابیوں کو دور کرتا ہے اور مفادات کو کھینچتا ہے اور اس کی سرپرستی میں اللہ تعالیٰ مسلمان سے امن میں عبادت کرواتا ہے یہاں تک کہ اس کی اَجل آجائے۔

امام عزّ بن عبدالسلام رحمہ اللہ اپنی کتاب قواعد الاحکام فى مصالح الأنام میں فرماتے ہیں کہ بڑے حاکم کا اجر وثواب، مفتی اور قاضی کے اجر وثواب سے افضل ہے کیونکہ وہ امت کے لیے جو جو مفادات حاصل کرتا ہے اور اس کی خرابیاں دور کرتا ہے ان کا فائدہ مکمل اور عام ہوتا ہے۔

اس طرح سلف صالحین علماء نے سمجھ لیا تھا کہ اسلام دین بھی ہے اور مملکت بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور انھوں نے اپنی کتابوں میں مملکت کی سربراہی کا موضوع پیش کیا اور اسے خلافت یا امامت کا نام دیا۔(دیکھئے کتاب فقه التعامل مع الحاکم، مؤلفہ ڈاکٹر محمد ھناوی)

اور امام ماوردی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الأحکام السلطانیة میں اس فریضے کو اپنے اس قول سے متعارف کروایا ہے کہ امامت، دین کی نگرانی اور دنیا کی سیاست میں نبوت کی خلافت قائم کرنے کے لیے رکھی گئی ہے اور اجماع امت کی رُو سے اس کا انعقاد اس قوم پر واجب ہے جو اسے قائم کر سکے۔ الخ

اور جو چیز اہل السنة والجماعت کو اس اصول کے اہتمام اور اسے ذہنوں میں راسخ کرنے کی تگ و دو کو بڑھا رہی ہے وہ جہالت کا غلبہ اور اہل السنة کے منہج سے ہٹے ہوئے افکار کا پھیلنا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس دور میں اب ہم زندگی بسر کر رہے ہیں اس میں دو چیزیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ اس معاملے میں جہالت کا غلبہ اور منحرف افکار کی ترویج و اشاعت۔

شیخ عبدالسلام بن برجس اپنی کتاب معاملة الحکام فی ضوء الکتاب والسنة (ص:۱۵) پر فرماتے ہیں کہ اہل علم اور طلبہ کا فرض ہے کہ وہ اس عہد کی پابند کریں جو اللہ نے ان سے اپنے اس قول سے لیا تھا:

﴿لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهُ﴾(ال عمرٰن:۱۸۷)

اس لیے ان کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال کو اللہ کے لیے خالص کرنے اور اس سے جزا پانے کے لیے اس اصول کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور انھیں اس کے اظہار سے ان لوگوں کے شبہات نہ روکیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ دنیاوی ریاست حاصل کرنے کے لیے انھیں پھیلا رہے ہیں۔

اس اصول کا اہتمام کرتے ہوئے میں نے پسند کیا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے یہ مختصر سی کتاب پیش کروں تاکہ وہ اس سے استفادہ کریں۔اور میں نے اس کا نام(الورد المقطوف فی وجوب طاعة وُلاة أمر المسلمین بالمعروف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے تا کہ یہ بات علم میں آ جائے کہ ان ابواب میں بہت سے نقلی دلائل موجود ہیں اور میں نے اختصار کے پیش نظر چند دلائل پر اکتفا کیا ہے اور تا کہ پڑھنے اور سمجھنے کے لیے کتاب آسان تر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں اللہ العظیم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے ساتھ اپنے مسلمان بندوں کو نفع عطا فرمائے اور ہم سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت دے۔

وصلى الله علىٰ نبيّنا محمّدٍ و علىٰ آلِهٖ و صحبِهٖ وَسَلم

ابوعبدالرحمٰن فوزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیدِ دُوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(اور مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ نہایت ہی اچھا کارساز ہے)

بے شک مسلمانوں کے امور کے ذمہ داران کی سمع و اطاعت سلفی عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔ اور شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جو اس کی تقریر، شرح اور اس کی وضاحت سے خالی ہو، اور یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ اس کی اہمیت بالغ اور شان عظیم ہے کیونکہ ان کی سمع و طاعت سے ہی یکساں طور پر دینی اور دنیاوی مفادات منظم ہوں گے اور قول یا فعل سے ان کی مخالفت کرنے میں دین اور دنیا کا بگاڑ ہے۔

اس بارے میں شیخ امام عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ ایسی مضبوط گفتگو کرتے ہیں جو اس مسئلے میں خلط سَلَط شبہات کو طشت ازبام کردیتی ہے اور ان کو پھیلانے والے جہال کا ردّ کر دیتی ہے۔ (فرماتے ہیں)

اور یہ حواس باختگان اتنا بھی نہیں جانتے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے لے کر خلافت کے اختتام تک ماسوائے عمر بن عبد العزیز اموی اور بنو امیہ کے ایسے خلفاء جن کو اللہ نے چاہا، اہل اسلام کے اکثر خلفاء کی جانب سے اہل اسلام کی ریاست میں سینہ زوری اور بڑے بڑے حادثوں، بغاوتوں اور خرابیوں کا ارتکاب ہوا اور اس کے باوجود ان کے ساتھ ائمہ اعلام اور سادات عظام کا برتاؤ مشہور ہے، انھوں نے شرائع اسلام اور واجبات دین کے ایسے احکام میں ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچا جن کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ میں آپ کے سامنے حجاج بن یوسف ثقفی کی مثال پیش کرتا ہوں جس کا امت پر ظلم و ستم ڈھانا اور خون بہانے میں اسراف کرنا اور اللہ کی حرمتوں کی پامالی کرنا مشہور ہے۔ اور سعید بن جبیر جیسے سادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت کو قتل کرنا اور حرم شریف میں پناہ حاصل کرنے والے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنا اور اس کی حرمت کو مباح سمجھنا، اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنا حالانکہ عام اہل مکہ اور مدینہ اور یمن اور سوادِ عراق کی اکثریت نے اس کی بیعت کی تھی اور حجاج عبدالملک بن مروان کی طرف سے نائب تھا اور عبدالملک بن مروان کو کسی خلیفہ نے ولی عہد بھی نہ بنایا تھا اور نہ ہی اہل حلّ و عُقد نے اس کی بیعت کی تھی اس کے باوجود اہل علم میں سے کسی نے ارکانِ اسلام اور اس کے واجبات میں اس کی جائز باتوں میں اطاعت اور انقیاد میں توقف نہیں کیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور وہ اصحابِ رسول ﷺ جنھوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا دور پایا تھا۔ وہ ان چیزوں کی وجہ سے جن سے اسلام قائم ہوتا ہے اور جن سے ایمان مکمل ہوتا ہے ان کے بارے نہ تو وہ ان سے جھگڑا کرتے تھے اور نہ ہی ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے تھے۔[1]

اور یہی طرزِ عمل ان تابعین کرام کا تھا جو اس کے دور میں تھے جیسے امام سعید بن مسیّب، حسن بصری، محمد بن سیرین، ابراہیم تیمی اور ان جیسے سادات امت۔ اور امت کے سادات علماء اور ان کے حاکموں کے مابین کام اسی طرح چلتا رہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے پیش نظر ہر طرح کے نیک اور بد حاکم کی معیت میں اس کی راہ میں جہاد کرتے رہے۔ جیسا اصول وعقائد دین کی کتابوں میں مشہور ہے۔

اور اسی طرح خلفائے بنوعباس بن عبد المطلب کا معاملہ تھا کہ وہ تلوار کے زور پر مسلمان ممالک پر مسلط ہو گئے اور کسی اہل علم والدین نے ان کی مدد نہ کی تھی اور انھوں نے بہت سی مخلوق خدا کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بنو امیہ کے بے شمار افراد اور ان کے امراء اور نائبین کو قتل کر دیا اور امیر عراق عمرو بن ہبیرہ اور خلیفۃ المسلمین مروان بن

[1] اس کتاب کے فصل سوم میں مؤلف کتاب ہذا نے صحیح بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان بزورِ شمشیر پوری مملکت کا حاکم بن گیا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر اکابر امت نے اس کی بیعت کر لی تھی اور اس کے خلاف بغاوت سے روک دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد اموی کو قتل کر دیا اور یہاں تک مروی ہے کہ ابو عبداللہ السفاح ہاشمی عباسی نے ایک دن میں بنو امیہ کے اسی افراد کو قتل کیا اور ان کی لاشوں پر قالین بچھائے اور ان کے اوپر بیٹھا اور کھانے پینے کا سامان منگوایا۔

اتنا کچھ ہونے کے باوجود امام عبدالرحمٰن اوزاعی اور مالک بن انس اور محمد بن اسماعیل اور اللیث بن سعد اور عطاء بن ابی رباح جیسے ائمہ دین کا ان کے ساتھ برتاؤ کا معاملہ ان لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے جن کا علم اور اطلاع میں حصہ ہے۔ اور اہل علم کا دوسرا طبقہ مثلاً امام احمد بن حنبل اور محمد بن اسماعیل اور محمد بن ادریس شافعی اور احمد بن نوح اور اسحاق بن ابراہیم راہویہ اور ان کے بھائیوں کا طرزِ عمل تھا کہ ان کے دور میں بادشاہوں سے بڑی بڑی بدعات اور انکارِ صفات کا ظہور ہوا اور انھیں اس طرح کی بدعات تسلیم کرنے کی طرف دعوت دی گئی اور انھیں آزمائشوں میں ڈالا گیا اور امام احمد بن نصر خزاعی جیسے ائمہ کو قتل کیا گیا لیکن اس کے باوجود ان کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوا کہ انھوں نے ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا ہو اور ان کے خلاف بغاوت کا فتویٰ دیا ہو۔ (دیکھئے الدر السُّنِیَّة، ج:۷، ص:۱۷۷۔۱۷۸)

اس کلام پر غور کیجیے اور اسے انصاف کی نظر سے دیکھئے آپ اس کلام کو کتاب و سنت اور عام قواعد کی رُو سے سلف صالحین کے چراغدان کی طرح روشن پائیں گے جو افراط اور تفریط سے دور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل:

کتاب اللہ سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں پر حکام المسلمین کی اطاعت واجب ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء: ۵۹)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور اپنے حاکم کی، اگر تم کسی چیز میں تنازعہ کر بیٹھو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم اخرت پر ایمان رکھتے ہو تو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا طرزِ عمل ہے۔“

اس آیت کریمہ میں (امت مسلمہ کے) حکمرانوں کی سمع و طاعت واجب ہونے کی دلیل ہے اور ان احکام کے ساتھ مقیّد ہے جو سنت سے ثابت ہوں اور معصیت یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے تعلق نہ رکھتے ہوں اور اُولو الامر سے مراد وہ حکمران، امراء اور علماء مراد ہیں جن کی اطاعت، اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہے۔

المحرّر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز میں اس آیت کی تفسیر میں ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت: ۵۸ میں اُولو الامر (حکمرانوں) کو حکم ہوا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ (النساء: ۵۸)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں (حکومتی عہدے) ان کی اہلیت رکھنے والوں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔“

تو اس آیت (النساء:۵۹) میں رعایا کی ذمہ داری بیان ہو رہی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن زید جیسے جمہور علماء کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں رعایا کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امراء کے احکامات اور منہیات کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر القرآن العظیم میں فرماتے ہیں کہ حقیقی بات کا علم تو اللہ ہی خوب جانتا ہے لیکن ظاہراً تو یہی سمجھ میں آ رہا ہے کہ یہ آیت ہر مسلمان حکمران اور علماء کے بارے میں عام ہے۔

امام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اُولُو الامر کی دو قسمیں ہیں۔ علماء اور اُمراء۔ (دیکھیے مجموع فتاویٰ، ج:۸)

شیخ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ اپنی کتاب تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنّان میں فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے اولو الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور وہ ہیں لوگوں کے امراء، افسران اور مفتیان (شرع متین)۔“

کیونکہ لوگوں کے دین اور دنیا کا معاملہ ان کی اطاعت اور ان کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بغیر سیدھا نہیں رہ سکتا (اور ان کے احکامات کی تعمیل) اللہ کی اطاعت اور اس سے اجر و ثواب کی نیت سے کرنی چاہیے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں، اگر وہ اس کا حکم دیں تو خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ اور شاید امراء کی اطاعت کے حکم کے وقت فعل امر حذف کرنے میں یہی راز ہو اور اس کی اطاعت کا ذکر حضرت رسولِ کریم کی اطاعت کے ساتھ آیا ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اطاعت کے سوا کسی چیز کا حکم نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیتے۔ اور جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جب کہ اولو الامر کے احکام کی تعمیل اس شرط کے ساتھ ہو گی کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

شیخ ابوبکر الجزائری اپنی کتاب أَيْسَرُ التَّفَاسِير لِكَلَامِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْر (ج:۱، ص:۴۸۱) میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ ﷺ اور مسلمان حکام اور فقہاء علماء کی اطاعت واجب ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور مسلم حکمران کی اطاعت، حضرت رسول اللہ کی اطاعت میں داخل ہے۔

ابوالقاسم اصبحانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے: ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ أُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾(النساء:۵۹)اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ أُولِي الأَمْرِ سے مراد علماء ہیں اور کہا گیا ہے کہ امراء المسلمین مراد ہیں اور ہر ایک کے لیے واجب حق ہے۔

شیخ محمد بن سبیل حفظہ اللہ اپنی کتاب أَلْاَدِلَّةُ الشَّرْعِيَّة فِي بَيَانِ حَقِّ الرَّاعِي وَالرَّعِيَّة (ص:۲۹) میں کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ صریح منطوق کے ساتھ حاکموں کی اطاعت پر دلالت کر رہی ہے اور ان کی اطاعت کا واجب ہونا ان کی نافرمانی سے باز رہنے کو مستلزم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل:

سنت رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حکّام کی سمع و طاعت کے واجب ہے

۱۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ» صحيح البخاری،بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً، رقم:٧١٤٤، صحيح مسلم،رقم:١٨٣٩،سنن ابن ماجه،رقم:٢٨٦٤

مسلمان پر اپنے امیر کی سمع و طاعت واجب ہے ان معاملات میں جنھیں وہ پسند کرے یا ناپسند کرے اِلَّا یہ کہ اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے، اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس پر سمع و طاعت واجب نہیں۔''

محدث ہند امام عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ تُحْفَةُ الأَحْوَذِیْ شرح جامع ترمذی میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب حاکم وقت کسی مندوب یا مباح کام کا حکم دے تو اس کی اطاعت واجب ہے، مطہّر نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ اس کی طبع کے موافق ہو یا نہ ہو، اس شرط کے ساتھ کہ وہ معصیت کا حکم نہ دے اگر وہ حاکم معصیت حکم دے تو اس کی اطاعت جائز نہیں لیکن اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حاکم سے محاذ آرائی بھی جائز نہیں۔" الخ

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي»

(صحيح البخارى، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَ (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ......الخ، رقم: ۷۱۳۷، صحيح مسلم: ۱۸۳۵، سنن ابن ماجه: ۲۸۵۹)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

یہ حدیث امراء المسلمین کی سمع و طاعت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دیں کیونکہ ان کی اطاعت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے اور یہ حکم بالاتفاق اہل السنۃ والجماعۃ واجب ہے اور ان کے ایسے اصولوں میں سے ایک اصل ہے جس میں وہ بندگانِ نفس (امّارہ) سے الگ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فتح الباری شرح صحیح البخاری" میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حکّام المسلمین کی اطاعت کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور یہ معصیتِ الٰہی کے حکم نہ دینے سے مقیّد ہے اور اس حکم میں حکمت یہ ہے کہ ان کی اطاعت میں مسلمانوں کے اتفاق کی نگہبانی ہے اور افتراق میں فساد اور بگاڑ ہے......الخ

۳۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

« إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ» (صحيح مسلم، بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ، رقم: ۱۸۳۷)

''میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میں سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ (امیر) کٹے ہوئے اعضاء والا غلام ہی کیوں نہ ہو۔''

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقطوع الاعضاء غلام سے مراد نیچ اور ادنیٰ سا غلام ہے یعنی میں امیر کی بات سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ وہ خسیس النسب بلکہ مقطوع الاعضاء سیاہ غلام ہی کیوں نہ ہو، اس کی اطاعت واجب ہے۔''......الخ

۴۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا:

« يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا بِشَرٍّ، فَجَاءَ اللهُ بِخَيْرٍ، فَنَحْنُ فِيهِ، فَهَلْ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: هَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ وَرَاءَ ذَلِكَ الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، [قُلْتُ : هَلْ وَرَاءَ ذَالِكَ الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ : نَعَمْ وَ فِيْهِ دَخَنٌ] قُلْتُ: كَيْفَ؟ قَالَ: يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟ قَالَ: تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلْأَمِيرِ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ » (صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، رقم: ۱۸٤۷)

''ہم بدترین صورتحال میں تھے کہ اللہ خیر لے آیا چنانچہ ہم اس میں ہیں، پس کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی؟ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: کیا اُس شرّ کے بعد خیر ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اور اس میں گدلا پن ہو گا۔ میں نے کہا: کس طرح ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد حکمران ہوں گے جو میرے راستے سے ہدایت حاصل نہ کریں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں گے، اور عنقریب ان میں آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل شیطانوں کے دلوں کی طرح ہوں گے انسانوں کے جسموں میں۔ بیان کرتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اس دور کو پالوں تو کس طرح کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا اگرچہ تیری پیٹھ پر کوڑا مارا جائے اور تیرا مال لے لیا جائے۔ پس تو سن اور اطاعت کر۔ (الحدیث)

اس مسئلے میں وارد ہونے والی احادیث میں سے یہ حدیث بلیغ ترین ہے کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ان حکمرانوں کا وصف بیان کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے راستے سے ہدایت حاصل نہ کریں گے اور نہ وہ آپ ﷺ کی سنت کو اپنائیں گے اور یہ پرلے درجے کی گمراہی اور خرابی اور انتہاء درجے کی کجروی اور عناد ہے کہ وہ نہ تو بذاتِ خود نبوی طریقے سے ہدایت حاصل کریں گے، نہ اپنے گھروں میں اور نہ اپنی رعایا میں۔ اس کے باوجود حضرت نبی کریم ﷺ نے معصیت الٰہی کے سوا ان کے احکام کی اطاعت کا حکم دیا ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں مقیّد بیان ہوا ہے، یہاں تک کہ ان کا معاملہ تمھیں، پٹنے اور تمہارے مال چھیننے تک بھی پہنچ جائے تو یہ بات تجھے اس حد تک نہ اکسائے کہ تو ان کی اطاعت چھوڑ دے اور ان کے احکام کو سننے سے انکار کر دے۔ کیونکہ اس جرم کا وبال ان پر ہے۔ عنقریب ان کا محاسبہ ہو گا اور وہ قیامت کے دن اس کا بدلہ پائیں گے۔ اگر تمہاری نفسانیت تمھیں اس دانش مندانہ حکم اور شرع مستقیم کے خلاف لے جا رہی ہے اور تم نے اپنے امیر کی بات نہ سنی اور نہ اطاعت کی تو تم گناہ سے آلودہ ہو گے اور تم خطرے میں پڑ جاؤ گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ نبوی حکم دراصل وہ مکمل عدل ہے جو اسلام لے کر آیا ہے، کیونکہ یہ مضروب جب حاکم کا حکم نہ سنے اور نہ اطاعت کرے تو معاملہ دینی اور دنیاوی مفادات کی موقوفی تک پہنچ جائے گا اور پوری رعایا ان کے ظلم کی زد میں آ جائے گی اور ان ممالک سے عدل اٹھ جائے گا اور خرابی یقینی ہو جائے گی اور اس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑے گا۔

جب کہ اگر یہ ظلم کے چنگل میں پھنس جائے اور صبر کرے اور اللہ سے اس کے بدلے کی امید رکھے اور اس سے رہائی کا سوال کرے اور سمع و طاعت کرے تو مفادات بلا تعطّل قائم رہیں گے اور اللہ کے ہاں اس کا اجر بھی ضائع نہیں ہو گا بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کو بہتر بدلہ دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ آخرت میں اس کا بدلہ دے۔

یہ طرزِ عمل شریعت کی خوبیوں میں سے ہے کہ اس نے امراء کی سمع و طاعت کو ان کے عدل کے ساتھ منسلک نہیں کیا اگر ایسا ہی ہوتا تو ساری دنیا افراتفری اور انارکی اور فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتی۔ پس اس بات پر اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے بندوں پر شفیق ہے۔ (دیکھئے: معاملة الحکام فی ضوء الکتاب والسُّنَّة، ص:٦٣)

۵۔ صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ »(صحیح البخاری،بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى ،رقم:٦٩٣)

”سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر منقّی جیسے سر والے حبشی غلام کو ہی عامل بنا دیا جائے۔“

۶۔ ابن ابی عاصم اپنی کتاب اَلسُّنَّة میں حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

« يَا رَسُولَ اللَّهِ ! لَا نَسْأَلُكَ عَنْ طَاعَةِ مَنِ اتَّقَى ، وَلَكِنْ مَنْ فَعَلَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَفَعَلَ، فَذَكَرَ الشَّرَّ، فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ، وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا » (السنة لابن أبی عاصم،بَابٌ فِی ذِكْرِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ،رقم:١٠٦٩)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ سے متقی (حاکم) کی اطاعت کے بارے میں نہیں پوچھتے ،لیکن جو ایسا ویسا کام کرے (اور اس نے شرّ کا ذکر کیا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اور سنو اور اطاعت کرو۔''

طوالت کے خوف سے اس مسئلے میں ان سے دگنی احادیث کو چھوڑ رہے ہیں۔

چنانچہ کتاب و سنت ،حاکم وقت کی اطاعت پر دلالت کرتے ہیں جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے، ذرا اللہ تعالیٰ کے فرمان پر غور کیجیے اللہ تعالیٰ نے ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾(النساء:٥٩) فرمایا ہے یعنی اس نے کس طرح ﴿اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾فرمایا ہے اور اَطِيْعُوا اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ نہیں فرمایا: کیونکہ اولی الامر کی الگ اطاعت نہیں کی جائے گی بلکہ ان کے اس حکم کی اطاعت کی جائے گی جس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہو گی اور ﴿اَطِيْعُوا﴾ کے صیغہ امر کو رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ دوبارہ بیان کیا ہے کیونکہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اس لیے کہ رسول ﷺ اللہ کی اطاعت کے سوا کسی بات کا حکم نہیں دیتا، بلکہ وہ اس معاملے میں معصوم ہے جب کہ اولی الامر اللہ کی اطاعت کے سوا بھی حکم دے سکتا ہے۔ اس لیے اس کی اطاعت اسی بات میں ہو گی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں داخل ہو۔(دیکھیے، شرح عقيدة الطحاوية ابن ابی العزّ حنفی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل:

اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حکام کی سمع و طاعت واجب ہے

۱۔ صحیح بخاری میں عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے کہ اس نے کہا:

« شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ المَلِكِ، قَالَ: كَتَبَ إِنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ المَلِكِ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ مَا اسْتَطَعْتُ، وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذَلِكَ .» (صحيح البخاری،بَابٌ: كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامُ النَّاسَ، رقم:۷۲۰۳)

"جب لوگ عبد الملک کی بیعت پر اکٹھے ہو گئے تو میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، کہتے ہیں کہ انھوں نے لکھا میں اللہ کے بندے عبد الملک امیر المومنین کی اللہ اور اس کے رسول کے دستور کے مطابق حتی المقدور سمع و طاعت کا اقرار کرتا ہوں اور بے شک میرے بیٹوں نے بھی اس طرح (سمع و طاعت) کا اقرار کیا ہے۔"

امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاعتصام میں بیان کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ سے کہا گیا: کیا بیعت مکروہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ ان سے کہا گیا۔ اگر حکمران ظالم ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الملک بن مروان کی بیعت کی تھی حالانکہ اس نے تلوار سے بادشاہی حاصل کی تھی۔ان کے بارے میں مجھے اس بات کی خبر امام مالک نے دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف خط لکھا اور اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب اور اس کے نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق اس کی سمع و طاعت کا اقرار کیا۔ یحیٰی بن یحیٰی نے فرمایا: بیعت کرنا، تفریق سے بہتر ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج:۱۳،ص:۷،طبع ریاض) میں فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام نے زور بازو سے غالب آنے والے کی اطاعت اور اس کے ساتھ جہاد کے وجوب پر اجماع کیا ہے اور اس کی اطاعت، اس کے خلاف بغاوت کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں خون کی حفاظت اور بھیانک مصیبت سے تسکین ہے۔(الخ)

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اے ابوامیہ!

« إِنِّی لَا أَدْرِی لَعَلِّی أَنْ لَا أَلْقَاكَ بَعْدَ عَامِی هَذَا ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكَ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ مُجْدَعٌ ، إِنْ ضَرَبَكَ فَاصْبِرْ ، وَإِنْ حَرَمَكَ فَاصْبِرْ ، وَإِنْ أَرَادَ أَمْرًا يَنْتَقِصُ دِينَكَ فَقُلْ: سَمْعٌ وَطَاعَةٌ، وَدَمِی دُونَ دِينِی ،فَلَا تُفَارِقِ الْجَمَاعَةَ .» (مصنف ابن ابی شیبة،بَاب : فِی إِمَامِ السَّرِيَّةِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْصِيَةِ : مَنْ قَالَ: لَا طَاعَةَ لَهُ،رقم:۳۳۷۱۱)

''میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس سال بعد تجھ سے ملاقات کروں، اگر تیرے اوپر مقطوع الاعضاء حبشی غلام امیر بنادیا جائے تو اس کی بات دھیان سے سن اور اس کی اطاعت کر، اور اگر وہ تجھے مارے تو صبر کر، اگر وہ تجھے محروم رکھے تو صبر کر، اگر وہ ایسے کام کا حکم دے جو تیرے دین میں نقص ڈالے تو اسے کہہ کہ میں اپنے خون کے بارے میں سمع و طاعت کروں مگر اپنے دین کے برخلاف نہیں اور جماعت کو نہ چھوڑنا۔''

۳۔ جامع ترمذی اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت زیاد بن کُسَیب عَدَوِی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ باریک لباس زیب تن کر کے خطبہ دے رہا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ابوبلال مرداس بن اُدیّہ (خارجی) نے کہا: ہمارے امیر کی طرف دیکھو یہ فاسقوں کا لباس پہنتا ہے۔ حضرت ابوبکرۃ (ثقفی) رضی اللہ عنہ نے کہا: خاموش ہو جا، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

« مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ.» (سنن الترمذی، رقم:٢٢٢٤)

''جس نے زمین میں اللہ کے سلطان کی توہین کی اللہ اسے ذلیل کرے گا۔''

جب کہ مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں:

« مَنْ أَكْرَمَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الدُّنْيَا، أَكْرَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الدُّنْيَا ، أَهَانَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .» (مسند الامام احمد بن حنبل، رقم:٢٠٤٣٣)

''جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سلطان کی دنیا میں تکریم کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکریم کرے گا اور جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سلطان کی دنیا میں توہین کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رسوا کرے گا۔''

یہ ہیں اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مسلمانوں کے امور کے ذمہ داران کی سمع و طاعت کے وجوب کو آشکارا کرتے ہیں اور وہ اس امت کے علماء کے اجماع سے تمام امت سے زیادہ عقل مند تھے یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی پس تو بھی ان کی ہدایت کی اقتداء کر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل:

حکام المسلمین کی سمع و طاعت کے واجب ہونے پر علماء کرام کے اقوال کا تذکرہ

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک معصیت الٰہی کے سوا باقی معاملات میں مسلمان حاکم کی سمع و طاعت بالاتفاق واجب ہے اور اس اصول کی وجہ سے وہ بندگانِ نفس اور مبتدعین سے جدا ہیں اور آپ کو اہل السنۃ کے عقاید پر تالیف شدہ کتابوں میں ماسوائے چند ایک کے باقی سب میں اس بات کی نصوص ملیں گی کہ مسلمان حکام خواہ ظلم و زیادتی بھی کریں ان کی سمع و طاعت واجب ہے۔(دیکھئے: شیخ عبد السلام کی کتاب معاملۃ الحکام فی ضوء الکتاب والسنۃ)

سلف صالحین کرام اس مسئلے پر خاص اہتمام کے ساتھ وابستہ رہتے تھے اور خاص طور پر فتنہ و فساد کی علامات کے ظہور کے مواقع پر، اس بات کے پیش نظر کہ اس سے جاہل رہنے یا اس سے غافل رہنے میں مسلم ممالک اور ان میں بسنے والے مسلمان عوام لمبے چوڑے فساد کی لپیٹ میں آئیں گے اور رشد و ہدایت کے راستے سے ہٹ جائیں گے۔

اس معاملے میں اسلاف کرام کے اہتمام کی بہت سی صورتیں ہماری طرف منتقل ہوئی ہیں، ان میں سے بلیغ اور جلیل القدر معاملہ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل کا ہے اور آپ مسلمان امراء کے ساتھ سنت کے مطابق برتاؤ کرنے میں ایک عمدہ مثال تھے۔

ان کے دور میں (عباسی) حکمرانوں نے بدترین نظریاتی مذاہب میں سے ایک مذہب (اعتزال) کی سرپرستی کی اور لوگوں کو ریاستی طاقت اور تلوار کے ذریعے اسے قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مجبور کیا اور اسے قبول نہ کرنے کی پاداش میں علمائے کرام کی بہت بڑی تعداد کے خون بہائے گئے اور امت مسلمہ پر خلقِ قرآن کا اقرار کرنا لازمی قرار دیا گیا اور بچوں کے نصاب میں اسے پڑھانا لازمی قرار دیا گیا۔ علاوہ ازیں دیگر ہلاکت خیز اقدامات کیے گئے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود امام احمد بن حنبل کو ان کی خواہش نفس اطاعت سے برگشتہ نہیں کر رہی اور نہ ہی ان کے جذبات ان کو مخالفت پر اکسا رہے ہیں، بلکہ وہ سنت پر قائم ہیں کیونکہ وہ بہتر ہے اور زیادہ درست راستہ ہے چنانچہ آپ حاکم وقت کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور عام لوگوں کو اس پر اکٹھا رکھتے ہیں اور اس موقع پر نبوی منہج اور سلفی طرزِ عمل کی مخالفت کرنے والوں کے ارادوں کے سامنے بلند و بالا پہاڑ کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں، اور کتاب و سنت کی پابندیوں سے آزاد جذبات یا فاسد انقلابی نظریات کے علمبرداروں کی صفوں میں شامل نہیں ہوتے۔

امام خلال رحمہ اللہ اپنی کتاب اَلسُّنَّة میں ابو الحارث احمد سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بغداد میں رونما ہونے والے فتنے کے بارے میں امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) سے پوچھا: اور اس وقت ایک قوم حاکم وقت کے خلاف بغاوت کے بارے میں سوچ رہی تھی، میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کی اس قوم کے ساتھ بغاوت میں شامل ہونے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے اس کو اس کام سے روکا اور فرمانے لگے: سبحان اللہ! خون بہیں گے، خون بہیں گے، میں اس بارے میں موافقت نہیں کروں گا اور نہ اس کام کا حکم دوں گا، جس صورت حال سے ہم دو چار ہیں اس پر صبر کرنا، اس فتنے میں گھسنے سے بہتر ہے جس میں خون بہیں گے اور جائدادیں ہڑپ کرنی جائز قرار دی جائیں گی اور حرمتیں پامال ہونگی کیا تو نہیں جانتا کہ کہ لوگ کس حال میں ہیں؟ میں نے کہا اے ابوعبداللہ کیا آج کل لوگ آزمائش میں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر چہ بات ایسے ہی ہے لیکن یہ آزمائش خاص لوگوں پر ہے (یعنی علماء کرام پر) پس جب تلوار چل پڑی تو فتنہ عام ہوگا اور راستے غیر محفوظ ہو جائیں گے لہٰذا اس پر صبر کرنا بہتر ہے، تیرے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرا دین محفوظ ہو جائے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ حاکموں کے خلاف خروج کرنے سے روک رہے تھے اور آپ نے فرمایا نہ تو میں اسے جائز سمجھتا ہوں اور نہ اس کا حکم دیتا ہوں۔

اور ان اوصاف میں سے ایک وصف جو اس معاملے میں اھل السنہ والجماعۃ کے اہتمام کو مزید نکھار کر پیش کرتا ہے وہ امام حسن بن علی بر بہاری رحمہ اللہ کا قول ہے جو ''اَلسُّنَّۃ'' میں درج ہے وہ فرماتے ہیں:

« إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَدْعُوْا عَلَى السُّلْطَانِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ هَوًى، وَ إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَدْعُوْا لِلسُّلْطَانِ بِالصَّلَاحِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهِ »

''جب تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ حکمران کے لیے بد دعا کر رہا ہے تو جان لے کہ وہ بندہ نفس ہے اور جب تو کسی آدمی کو سنے کہ وہ سلطان المسلمین کی اصلاح کی دعا مانگ رہا ہے تو جان لے کہ وہ ان شاء اللہ اہل سنت ہے۔''

ابونعیم اصبہانی اپنی کتاب ''اَلْحِلْیَۃ'' میں صحیح سند سے حضرت فضیل بن عیاض کا قصہ بیان کرتے ہیں ان کو ایک آدمی نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے لیے کوئی مستجاب دعا ہوتی تو میں اسے فقط سلطان المسلمین کے لیے مانگتا، ان سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ بیان کیجیے۔ تو انھوں نے فرمایا: جب میں وہ دعا سلطان کے لیے مانگوں گا تو وہ سنور جائے گا اور اس کے سنورنے سے ملک اور رعایا سنور جائے گی۔

چنانچہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے سنورنے کی دعا کریں اور ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ ان پر بد دعا کریں اگرچہ وہ ظلم و زیادتی بھی کریں کیونکہ ان کے ظلم و ستم کا وبال ان کی ذات پر بھی پڑے گا اور مسلمانوں پر بھی اور ان کی درستگی ان کی ذات کے بھی فائدہ مند ہو گی اور مسلمانوں کے لیے بھی۔

امام نووی رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں: علماء نے معصیت الٰہی کے سوا امراء کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کے واجب ہونے پر اجماع کیا ہے۔(دیکھئے شرح صحیح مسلم، ج:۱۲،ص:۲۲۲،طبع دارالفکر بیروت)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اپنی کتاب " اَلْمُغْنِي" میں فرماتے ہیں کہ جس حاکم کی امامت ثابت ہوگئی اس کی اطاعت واجب ہوگئی اور اس کے خلاف خروج کرنا حرام ہوگیا۔اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النساء:۵۹)

" اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اپنے میں سے اولی الامر کی۔"

امام طحاوی رحمہ اللہ عقیدہ طحاویہ(ص:۴۷،۴۸) میں فرماتے ہیں:

« وَ لَا نَرَی الْخُرُوْجَ عَلٰی أَئِمَّتِنَا وَ وُلَاةِ أُمُوْرِنَا وَ اِنْ جَارُوْا ، وَ لَا نَدْعُوْا عَلَیْهِمْ وَ لَا نَنْزِعُ یَدًا مِنْ طَاعَتِهِمْ وَ نَرَی طَاعَتَهُمْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَرِیْضَةً، مَا لَمْ یَأمُرُوا بِمَعْصِیَةٍ وَ نَدْعُوْا لَهُمْ بِالصَّلَاحِ وَالْمُعَافَاةِ »

"اور ہم اپنے حکمرانوں کے برخلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم کریں اور نہ ان کے لیے بددعا کرتے ہیں اور نہ ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کو اللہ عزوجل کی اطاعت سمجھتے ہوئے فرض سمجھتے ہیں جب تک کہ وہ معصیت الٰہی کا حکم نہ دیں اور ہم ان کے لیے درستی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔" (الخ)

مجموع الفتاویٰ (ج:۳۵،ص:۱۲) میں امام ابو العباس بن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل علم ، اہل الدین اور اہل فضل کسی کو اس کام کے کرنے کی رخصت نہیں دیتے جس سے اللہ نے روکا ہے مثلاً سلطان کے افسران کی نافرمانی اور ان سے دھوکہ بازی کرنا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی وجہ سے ان پر خروج کرنا جیسا کہ قدیم اور جدید اہل السنۃ والدین وغیرھم کی عادت اور برتاؤ سے معلوم ہوا ہے۔ الخ

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یزید بن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت والی حدیث کی شرح کے تحت فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے اس امام کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے جس کی بیعت منعقد ہو چکی ہو اور اس کے خلاف خروج کرنا منع ہے۔ اگر چہ وہ اپنی حکومت میں ظلم کا ارتکاب کرے اور اس کو فسق کی وجہ سے معزول نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ الامام محمد بن عبد الوھاب رحمہ اللہ ''اصول ستہ'' میں تیسرے اصول کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ہم پر امیر بن جائے اس کی سمع و طاعت سے ہی اجتماعیت پوری ہوتی ہے اگر چہ وہ حبشی غلام ہی ہو، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو بیان کر کے تمام شرعی اور قدری اسالیب سے واضح کیا ہے۔ اس کے بعد یہ اصل اکثر مدعیان علم کے نزدیک غیر معروف ہو گیا تو اس پر عمل کس طرح ہوتا۔ (الخ)

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور ان سے مراد امراء اور علماء ہیں اور اس کے بارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سند سے مروی حدیث واضح کرتی ہے کہ یہ اطاعت لازم ہے اور یہ معروف کاموں میں فرض ہے۔ (دیکھئے کتاب المعلوم من واجب العلاقة بین الحاکم والمحکوم)

امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ اپنے رسالہ الی اهل الثغر میں لکھتے ہیں کہ (مسلمان ائمہ دین) نے مسلمانوں کے حاکموں کی سمع و طاعت پر اجماع کیا ہے اور اس بات پر بھی کہ جو شخص مسلمانوں کی مرضی یا غلبے سے ان کے کسی امر کا والی بن گیا اور ہر نیک و بد تک اس کی اطاعت لازم ہو گئی لہٰذا اس کے خلاف تلوار لے کر خروج کرنا لازم نہیں خواہ وہ ظلم کرے یا عدل و انصاف۔ اور ان کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ ان کے ساتھ مل کر دشمنوں سے جہاد کرنا اور ان کے ساتھ حج کرنا اور ان کے مطالبے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ ادا کرنا اور ان کے پیچھے جمعہ وعیدین ادا کرنا واجب ہے۔ (الخ)

امام خلال رحمہ اللہ اپنی کتاب "السُّنَّة" میں امام مزودی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے سنت، جماعت، سمع و طاعت کا ذکر ہوا تو آپ نے اس کو تھامنے کی ترغیب دلائی اور اسے لازم پکڑنے کا حکم دیا۔

یاد رہے کہ سمع و طاعت ایسے حاکموں کی فرض ہے جو لوگوں کے معاملات کی باگ ڈور تھامے ہوئے ہیں اور وہی وُلَاۃُ الأَمر (حکمران) ہیں۔

فائدہ: میرے مسلمان برادران! اللہ آپ کو راہِ مستقیم کی راہ نمائی فرمائے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے جن اماموں کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہ، وہ ہیں جو موجود بھی ہوں اور معلوم بھی اور ان کے پاس سلطنت بھی ہو اور قوت بھی۔ باقی رہے وہ امام جو بے اختیار بھی ہوں اور بنیادی طور پر ان کے پاس طاقت بھی نہ ہو تو یہ صاحبان ان اولی الامر میں داخل نہیں ہیں جن کی اطاعت کا حضرت رسولِ کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ایسے موجود اور معلوم اماموں کی اطاعت کا حکم دیا ہے جن کے پاس ایسی طاقت ہو جس سے وہ لوگ کی سیاست کر سکتے ہوں نا کہ ان اماموں کی اطاعت کا جو معدوم اور مجہول ہوں اور بنیادی طور پر ان کے پاس سلطنت اور قدرت ہی نہ ہو۔ (دیکھئے منهاج السنة النبوية، ج:۱،ص:۱۱۵)

اور احمد بن حسین بن حسان فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو سنا، ان سے سلطان کی اطاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے جواب دیا: اللہ سلطان اسلام کو عافیت میں رکھے، سلطان کی اطاعت کرنی چاہیے۔ سبحان اللہ! سلطان۔ (دیکھئے کتاب اَلسُّنَّة لِلْخلال، ص:۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل:

مسلمان حُکّام کی تعظیم وتوقیر کے دلائل

۱۔ مسند امام احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا، أَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ، أَوْ خَرَجَ غَازِيًا، أَوْ دَخَلَ عَلَى إِمَامِهِ يُرِيدُ تَعْزِيرَهُ وَتَوْقِيرَهُ، أَوْ قَعَدَ فِي بَيْتِهِ فَسَلِمَ النَّاسُ مِنْهُ وَسَلِمَ مِنَ النَّاسِ .» مسند امام احمد، رقم: ۲۲۰۹۳، السنة لابن ابی عاصم، بَابٌ فِی ذِكْرِ فَضْلِ تَعْزِيرِ الْأَمِيرِ وَتَوْقِيرِهِ، رقم: ۱۰۲۱

''پانچ اعمال ایسے ہیں کہ جو کوئی ان میں سے ایک عمل بھی کرے، تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے۔ (۱) جس نے مریض کی بیمار پرسی کی، (۲) یا وہ کسی کے جنازے میں شامل ہونے کے لیے نکلا، یا (۳) وہ غزوے کے لیے نکلا، (۴) یا وہ اپنے امام کی تعظیم وتوقیر کے ارادے سے اس پر داخل ہوا، (۵) یا وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا، تو لوگ اس کی ایذاء سے بچ گئے اور وہ ان کی ایذاء سے بچ گیا۔''

يُعَزِّرُهُ کا معنی یہ ہے کہ اس کی عزت واحترام اور اس کی تعظیم ونصرت اور اس کی تائید کرنے کے ارادے سے۔ قرآن کریم کی اس آیت سے اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے:

﴿ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پس وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی توقیر اور نصرت کی، اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (الآیۃ)

''مختار الصحاح'' میں تَعْزِیْر کا معنی توقیر، تعظیم اور نصرت ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث وُلَاۃُ الاُمُوْر (حکومتی افسران) کی توقیر، تعظیم، احترام، نصرت اور تائید پر دلالت کرتی ہے۔

۲۔ امام ابن ابی عاصم اپنی کتاب "اَلسُّنَّة" (ج:۲،ص:۴۹۹) میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ کی طرف نکلے تو ان کی عراق کے رہنے والے سواروں نے ملاقات کی اور کہا: اے ابو ذرؓ! ہمیں اس سلوک کی اطلاع ملی ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے، آپ ایک جھنڈا باندھیں، آپ کے پاس اتنے لوگ آئیں گے جتنے آپ چاہیں گے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل اسلام! رُک جاؤ، رُک جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

« سَيَكُونُ بَعْدِي سُلْطَانٌ فَأَعِزُّوهُ . مَنِ الْتَمَسَ ذُلَّهُ ثَغَرَ ثُغْرَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ تَوْبَةٌ حَتَّى يُعِيدَهَا كَمَا كَانَتْ» (السنة لابن ابی عاصم، بَابٌ فِي ذِكْرِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، رقم:۱۰۷۹)

''میرے بعد بادشاہ ہوگا تم اس کی عزت کرنا، جس شخص نے اس کی رسوائی کی جستجو کی اس نے اسلام میں ایسا شگاف ڈالا کہ اس کی اس وقت تک توبہ قبول نہ ہوگی جب تک وہ اسے بعینہٖ بند کرکے پہلی حالت میں نہ لوٹا دے۔''

اور جو شخص اس مسئلے میں وارد ہونے والی نصوص پر غور کرے گا، وہ جان لے گا کہ شارع علیہ السلام نے عظیم حکمت اور بہت بڑی مصلحت کی وجہ سے وُلَاۃُ الأُمُور (عمّال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت) کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے۔ اور انھیں گالی دینے اور ان کی تنقیص کرنے سے روکا ہے۔

امام قرافی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اَلذَّخِیْرَۃ" میں اس مصلحت کی طرف مختصر سا اشارہ کیا ہے: انھوں نے فرمایا ہے: (قاعدہ) عوام کے مفادات منضبط و مستحکم کرنا واجب ہے اور یہ اس وقت تک منضبط و مستحکم نہیں ہوتے جب تک رعایا کے دلوں میں وقت کے حکمرانوں کی عظمت نہ بیٹھے اور جب ان سے اختلاف ہوگا یا ان کی توہین کی جائے گی تو مفادات کی تکمیل مشکل ہو جائے گی۔ (دیکھئے معاملة الحكام فی ضوء الكتاب والسنة، ص:٤٤، طبع دارالسلف ریاض)

امام ابن جماعۃ رحمہ اللہ اپنی کتاب "تَحْرِیْرِ الأحکامِ فِی تَدْبِیْرِ أَھْلِ الاِسْلَامِ" میں وَلِیُّ الاَمْرِ (حاکم وقت) کے حقوق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

چوتھا حق:

اس کے حق کی عظمت کو پہچانا جائے اور اس کے مقام و مرتبے کی تعظیم کے وجوب کے پیش نظر اس کے ساتھ احترام اور اکرام کا معاملہ کیا جائے اور اللہ نے اس کو جو عظمت عطا کی ہے اسے دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔

اسی بناء پر ائمہ اسلام میں سے بڑی چوٹی کے علماء ان کی حرمت کی تعظیم کرتے اور اپنے زہد و وَرَع اور بغیر کسی طمع و لالچ کے ان کی دعوت پر لبیک کہتے اور زُہد کی طرف منسوب چند لوگ جو ان کے ساتھ قِلّتِ اَدب کا معاملہ کرتے ہیں ان کا طریقہ سنت کے مطابق نہیں۔ (بحوالہ معاملة الحکّام فی ضوء الكتاب والسنة، ص:٤٨)

جب شارع علیہ السلام نے سلطان المسلمین کو یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے تو آپ لوگوں کو ان کی تعظیم و احترام وغیرہ پر پیدائشی عادی پائیں گے اور اس عمل سے وہی نکلے گا جس کی فطرت آلودہ ہے۔ (بحوالہ مذکورہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ قاعدہ اس سے بھی زیادہ واضح ہو، اور آپ اس قاعدے کی علمائے امت کے نزدیک قدر و منزلت سے آگاہ ہوں تو امام ابو الوفاء بن عقیل حنبلی کے واقعہ پر غور کریں جسے امام ابن قیم رحمہ اللہ نے "بدائع الفوائد" میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

فائدہ: امام ابن عقیل کو سلطان وقت کے ساتھ مصافحہ کرتے وقت اس کا ہاتھ چومنے پر ملامت کی گئی تو انھوں نے کہا: مجھے بتاؤ اگر میرا والد اس (سلطان) جیسا کام کرے تو میں اس کا ہاتھ چوم لوں تو کیا یہ غلط ہوگا یا درست ہوگا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ درست ہوگا۔ آپ نے فرمایا: باپ خاص طور پر اپنی اولاد کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور سلطان عمومی طور پر ساری رعایا کی نگہداشت کرتا ہے، لہٰذا وہ احترام کا زیادہ حق دار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: موجودہ حالت میں اس کا حکم مانا جائے گا۔ جو اس سے میل ملاپ رکھتا ہے اور جو شخص کسی ذمہ داری سے سبک دوش ہے۔ اس سے اس طرح کا معاملہ نہیں کیا جائے گا جو کسی ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔

چنانچہ شارع علیہ السلام حاکم کے مرتبہ کی پختگی اور اس کی ایسی تعظیم اور توقیر کو واجب قرار دے رہے ہیں جس سے اس کی عظمت کا اظہار ہو...... پس جو کوئی شارع علیہ السلام کے بتائے ہوئے حقوق اور واجبات کو مد نظر رکھ کر حاکم کی تعظیم و توقیر کرے گا اور نیک کاموں میں اس کے حکم سے باہر نہ نکلے گا تو اس کا ثواب اس کے مبارک عمل کی جنس سے ہوگا، اللہ اسے اس دنیا میں رفعت دے گا اور اس کے اکرام کرنے کے بدلے میں بندوں کے دل اس کے تابع کر دے گا۔ اور آخرت میں جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا۔

"اَلْاَدِلَّة الشرعية" میں شیخ ابن سبیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل السنۃ والجماعۃ نے اس بات پر قطعی فیصلہ دیا ہے کہ رعیت پر سربراہان سلطنت کا حق ہے کہ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے اور دل سے ان کا احترام کیا جائے۔ (الخ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ شَذَرَاتُ الذَهَبِ فِی اَخْبَارِ مَنْ ذَهَب میں امام ابن عماد رحمہ اللہ حضرت صفوان بن عمرو کے حوالے سے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں کہ انھیں سلطان کے پاس کثرت سے داخل ہونے پر ملامت کی گئی تو انھوں نے فرمایا: ہم ان کا حق (توقیر) ادا کرتے ہیں۔

(دیکھئے شذرات الذهب، ج:۲،ص:۲۵۲،طبع بیروت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل:

اس بات کے دلائل کہ حکام المسلمین کو گالیاں دینا اور ان کو دھوکہ دینا اور ان سے بغض رکھنا حرام ہے اور ان کے لیے دعا کرنا واجب ہے

سورۃ غافر، آیت: ۶۰، میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا۔''

سورۃ اعراف، آیت: ۵۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾

''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ آواز میں پکارو، بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

سورۃ بقرہ، آیت: ۱۸۶، میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (ان کو بتادیں کہ میں قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار قبول کرتا ہوں۔''

۱۔ سنن ابو داؤد (ج:۲،ص:۱۶۱،طبع بیروت) میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .» (سنن أبی داود، بَابُ الدُّعَاء، رقم:١٤٧٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کہ دعا، عبادت ہے۔''

۲۔ امام ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''اَلسُّنَّة'' میں صحیح سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے صحابہ میں سے ہمارے بڑوں نے ہمیں (لعن وطعن) روکا ہے انھوں نے کہا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَسُبُّوا أُمَرَاءَكُمْ، وَلَا تَغُشُّوهُمْ، وَلَا تَبْغِضُوهُمْ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوا؛ فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيبٌ.» (السنة لابن ابی عاصم،بَابٌ فِي ذِكْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ، رقم:۱۰۱۵)

''اپنے امیروں کو گالی نہ دو، اور نہ ان کو دھوکہ دو، اور نہ ان سے بغض رکھو، اور اللہ سے ڈرو، اور صبر کرو، بے شک معاملہ قریب ہے۔''

اور جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ کسی کام سے مطلقاً منع کرنا، اس کے حرام ہونے کا مقتضیٰ ہے۔(دیکھیے امام شافعی کی کتاب ''الرِّسَالة''، ص:۲۱۷)

امام عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو وَلِیّ الأمر (حاکم وقت) کے لیے دعا سے احتراز کرتا ہے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ اس کی جہالت اور بے بصیرتی ہے، وَلِیّ الأمر کے لیے دعا، اللہ کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کا عظیم اور افضل تر ذریعہ ہے اور اللہ کے لیے اور اس کے بندوں کے لیے سچی خیر خواہی ہے، جب حضرت رسولِ کریم ﷺ سے کہا گیا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.» (صحیح البخاری،بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ، رقم:٦٣٩٧)

''اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انھیں میرے پاس لے آ، اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انھیں میرے پاس لے آ۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ لوگوں کے لیے خیر کی دعا فرماتے تھے اور حاکم وقت اس بات کا اوّلین حق رکھتا ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے کیونکہ اس کی اصلاح، امت کی اصلاح ہے، پس اس کے لیے دعا کرنا اہم دعا اور اہم خیر خواہی ہے۔ (دیکھئے کتاب: المعلوم من واجب العلاقة بین الحاکم والمحکوم، ص:۲۱)

امام ابن عبدالبرؒ اپنی کتاب "اَلتَّمْہِیْد" (جلد:۲۱، ص:۲۸۷) میں فرماتے ہیں: اگر حاکم کو نصیحت کرنا ممکن نہ ہو، تو صبر اور دعا کرنی چاہیے کیونکہ صحابہ کرام، امراء کو گالی دینے سے روکتے تھے، ہمیں محمد بن خلیفہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ محمد بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبد اللہ بن محمد بن عبدالحمید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں ابو ہشام رفاعی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن یمان نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں قیس بن وھب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ ہمیں امراء (گورنروں) کو گالی دینے سے روکتے تھے۔

اس اثر میں رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کا امراء کو سبّ وشتم کرنے کی حرمت پر اتفاق ہے۔

۳۔ امام ابن زنجویہ اپنی کتاب "اَلاَمْوَال" میں حسن سند سے ابی مجلزؒ سے روایت کرتے ہیں کہ امامِ (امت) کو گالی دینا، مونڈ دینے والا عمل ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دینے والا ہے، بلکہ وہ دین کو مونڈنے والا عمل ہے۔ اور جس نے گمان کیا کہ حکام المسلمین کو سبّ وشتم کرنا اور ان کی تنقیص کرنا، اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے یا منکر وغیر ذالک پر تنقید کے قبیل سے ہے تو وہ گمراہ ہو گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کی شرع پر ناحق قدغن لگایا، بلکہ اس کا یہ فعل کتاب وسنت کے مقتضیٰ اور امت کے اسلاف کے آثار کے منطوق کے خلاف ہے۔

امام ابو عثمان صابونیؒ اپنی کتاب "عقیدة السلف اصحاب الحدیث"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ص:۱۰۶) میں فرماتے ہیں: اہل الحدیث حکام المسلمین کے لیے اصلاح، توفیق، اصلاح اور رعیت میں عدل و انصاف پھیلانے کی دعا کرتے ہیں، اور اگر وہ ان سے عدل و انصاف سے انحراف اور ظلم وستم کی طرف جھکاؤ دیکھیں تو ان کے خلاف تلوار لے کر خروج کرنے کو جائز نہیں سمجھتے اور وہ باغی گروہ کے ساتھ اس وقت تک لڑائی کرنا جائز سمجھتے ہیں جب تک وہ عادل امام (حکمران) کی اطاعت کی طرف لوٹ نہ آئے۔(الخ)

امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ "اِعْتِقَادُ اهل السُّنَّة اَصْحَابُ الْحَدِيْث" (ص:۱۳۳) فرماتے ہیں: اور وہ مسلمانوں کے اماموں (حاکموں) کے لیے راست روی کی دعا کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کے خلاف تلوار لے کر چڑھائی کو جائز نہیں سمجھتے اور نہ ہی فتنہ میں لڑائی لڑنا جائز سمجھتے ہیں۔

امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ "اِعْتِقَادُ أئِمَة اَهْل الْحَدِيْث" (ص:۷۵) فرماتے ہیں: اور وہ (اہل حدیث) ان کے لیے اصلاح اور عدل کی طرف میلان کی دعا کرتے ہیں اور ان کے برخلاف تلوار لے کر خروج کرنا اور فتنے میں لڑنا جائز نہیں سمجھتے اور جب ان کی شرط کے مطابق عادل امام موجود ہو تو اس کے ساتھ مل کر باغی گروہ سے لڑنا جائز قرار دیتے ہیں۔

امراء (حاکموں) کی عزتوں کے بارے میں لب کشائی کرنا اور ان کو گالیاں دینے میں مصروف رہنا اور ان کے عیبوں کو اچھالنا بڑی غلطی اور بھیانک جرم ہے شرع مطہر نے اس سے روکا ہے اور ایسا کرنے والے کی مذمت کی ہے کیونکہ یہ جرم حاکموں کے خلاف خروج کی گٹھلی ہے اور دین و دنیا کی خرابی کی بنیاد ہے۔(دیکھیے معاملة الحکّام، ص:۱۷۳)

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تَارِیخ کبیر (ج:۸،ص:۱۰۴) میں صحیح سند سے ابو جمرہ سے روایت کرتے ہیں، کہ اس نے کہا: جب مجھے بیت اللہ (کے پردوں کے) جلنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خبر پہنچی تو میں مکہ کی طرف نکلا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جانا شروع کردیا حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے پہچان لیا اور آپ مجھ سے مانوس ہو گئے۔ تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حجاج کو گالی دی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو شیطان کا مددگار نہ بن۔"

۵۔ امام ابونعیم اپنی کتاب "اَلْحِلْیَة" (ج:۵،ص:۴۱) میں زائدہ بن قدامہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت منصور بن معتمر سے پوچھا کہ: جب میں روزے سے ہوں تو سلطان وقت کی بدگوئی کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ، میں نے کہا: کیا میں نفس پرستوں کی برائی بیان کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا: ہاں۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ آنجناب کی بعض ایسے نوجوانوں کے بارے میں کیا رائے ہے جو اپنی مجلسوں میں عوام کے معاملات کے ذمہ داران کے بارے میں سبّ وشتم اور طعن وتشنیع پر مبنی گفتگو کرتے ہیں؟

جناب محترم نے اس کا جواب دیا: اس کلام کا باطل ہونا مشہور ومعروف ہے اور یہ نوجوان یا تو شر انگیزی کی نیت رکھتے ہیں یا وہ گمراہی کی دعوت دینے والے اغیار سے متاثر ہیں، کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اسلاف کرام کا یہ طریقہ نہیں ہے۔(دیکھئے الاجوبة المفيدة عَنْ أَسْئِلَةِ المنَاهِجِ الْجَدِيْدَة)

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اپنے رسالہ اَهْل الثغر (ص:۳۱۱) میں فرماتے ہیں: اور ائمہ دین نے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی اور ان کی جماعت سے وابستہ رہنے اور اللہ کی خاطر ان سے محبت رکھنے اور مسلمانوں کے سربراہان کے لیے دعا کرنے پر اجماع کیا ہے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی بھی صحابی کی مذمت کرنے والے سے لاتعلقی پر اتفاق کیا ہے۔

۶۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا » (صحیح مسلم،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا، رقم:۱۰۱)

''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

یعنی وہ ہمارے اخلاق اور افعال رکھنے والوں میں سے نہیں یا وہ ہماری سنت اور طریقے پر چلنے والوں میں سے نہیں۔

جامع لِشُعَبِ الایمان (ج:۱۳،ص:۹۹) پر واعظ اور زاہد ابوعثمان سعید بن اسماعیل کا فرمان ہے کہ حاکم کے لیے خیر خواہی کرو اور کثرت سے اس کے لیے راست رو رہنے کی دعا کرو۔ اور قول و عمل اور حکم سے اس کی راہنمائی کرو، کیونکہ جب وہ درست ہوئے تو ان کی درستی سے بندے درست ہو جائیں گے اور ان پر لعنت کرنے سے بچنا ورنہ وہ مزید شریر ہو جائیں گے اور مسلمانوں پر مصیبت بڑھ جائے گی۔ لیکن ان کے لیے توبہ کی دعا کیجیے اس کے بدلے میں وہ شر کو ترک کر دیں گے اور مسلمانوں سے آزمائش اٹھ جائے گی۔

اَدِلَّة الشَّرْعِيَّة فی بیان حق الراعی والرَّعِيَّة میں فضیلۃ الشیخ محمد بن سبیل حفظہ اللہ فرماتے ہیں: اهل السنة والجماعة نے حاکموں کی بے توقیری اور ان کی تنقیص یا ان پر بددعا کرنے سے ڈرایا ہے کیونکہ یہ کام رعایا اور حاکموں کے درمیان حقد اور کینہ توزی کے اسباب میں سے ہے اور امت کی صفوں میں جھگڑے اور فتنے پیدا کرنے کے اسباب میں سے ہے۔

۷۔ امام هناد اپنی کتاب ''اَلزُّهْدُ'' (جلد:۲، ص:٤٦٤) میں زبرقان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران میں نے حجاج بن یوسف ثقفی کو گالیاں دینی اور اس کی برائیاں بیان کرنی شروع کر دیں، انھوں نے فرمایا: اس کو گالی نہ دے، تجھے کیا معلوم کہ شاید اس نے ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ'' کہا ہو، تو اللہ نے اس کو بخش دیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اس قول کی تائید امام بخاری کی تاریخ کبیر (ج:۷،ص:۱۸) میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے کہ حضرت عون سہمی بیان کرتے ہیں کہ میں ابوامامہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حجاج کو گالی نہ دو کیونکہ وہ تم پر امیر ہے، اور مجھ پر امیر نہیں۔ (حضرت ابوامامہ نے یہ بات اس لیے کہی وہ شام میں رہتے تھے اور حجاج عراق کا امیر تھا) اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء:۴۸)

"بے شک اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا جس کو چاہے گا اسے بخش دے گا۔)

اور اس بات کی تائید سنن ابی داوٗد (ج:۵،ص:۲۰۷،طبع دارالحدیث) میں حسن سند سے مروی حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے، ان میں سے ایک گناہ کا ارتکاب کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا، عبادت میں کوشاں شخص دوسرے کو گناہ پر دیکھتا تو اسے کہتا، رک جا، ایک دن عبادت گزار نے اسے گناہ کرتے ہوئے دیکھا، تو اسے کہا: رُک جا، تو اس نے جواب دیا: چھوڑ مجھے اور میرے رب کو، کیا تو مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا اس نے کہا: اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ چنانچہ دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں، دونوں رب العالمین کے پاس اکٹھے ہوئے تو اللہ نے عبادت گزار سے کہا: کیا تو مجھے جاننے والا تھا یا تو اس چیز پر قدرت رکھنے والا تھا جو میرے ہاتھ میں ہے؟ اور گنہگار سے کہا: جا تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا، اور دوسرے کے بارے میں فرمایا اسے دوزخ میں لے جاؤ۔

اور اس کی تائید میں صحیح مسلم (ج:۴،ص:۲۰۲۳،طبع احیاء التراث الاسلامی) کی مرفوع روایت بھی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو میرے نام کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا، بے شک میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے اعمال کو ضائع کر دیا۔

اے ہمارے رب! اے ہمارے اللہ تو کس قدر پاک اور رحیم ہے اور کس قدر محکم اور عادل ہے تو نے ہمارے لیے توبہ اور بخشش کا دروازہ کھولا ہے۔ اے ہمارے رب! تیرے لیے اس قدر تعریف ہے جیسے تیرے چہرے کی بزرگی اور تیری عظیم بادشاہی کے لائق ہے۔ اے ہمارے معبود تیرے لیے اس قدر تعریفیں ہیں کہ زمین و آسمان بھر جائیں اور اس کے بعد اس قدر بھرنا جس قدر تو چاہے، اے رحمان اور اے رحیم تیرے لیے ہی سب سے پہلے اور سب سے آخر میں حمد ہے۔

۸۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات کبریٰ (ج:۶ص:۱۱۵، طبع بیروت) میں صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ہلال بن اَبی حُمید کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عُکیم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عثمان کے بعد کسی خلیفہ کے خون میں مددگار نہ بنوں گا، اس سے کہا گیا: اے ابو معبد: کیا تو نے ان کے خون پر معاونت کی تھی؟ وہ کہنے لگا: میں ان کے قتل پر معاونت کی غرض سے ان کی غلطیاں شمار کیا کرتا تھا۔ میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ جس قوم نے اپنے امیر کو گالی دی وہ اس کی خیر سے محروم ہوگئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ حکام المسلمین کو پوشیدہ طور پر سمجھانا چاہیے، نا کہ لوگوں کے جم غفیر میں علانیۃً

۱۔ امام ابن ابی عاصم نے کتاب "اَلسُّنَّة" (ج:۲،ص:۵۰۷) اور امام بیہقی نے "اَلسُّنَنُ الْکُبْرٰی" اور امام طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے کہ جب دار یا فتح ہوا تو حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے اس کے سابق سربراہ پر سختی کی تو ان کے پاس ہشامؓ بن حکیم آئے اور ان کو سخت الفاظ میں سمجھایا اور عیاضؓ بن غُنم چند راتیں ٹھہرے رہے تو ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ ان کے پاس معذرت کرنے کے لیے آئے اور کہا: اے عیاض تو نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ "قیامت والے دن سب لوگوں سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جو دنیا میں لوگوں کو سخت عذاب دے گا۔"

عیاض رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ہشام! جو کچھ تو نے جانا، وہ ہم نے بھی جانا اور جو کچھ تو نے دیکھا، وہ ہم نے بھی دیکھا اور جو صحبت تجھے حاصل ہوئی، وہ ہمیں بھی حاصل ہوئی۔ اے ہشام تو نے یہ نہیں سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

« مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ نَصِيحَةٌ لِذِي سُلْطَانٍ، فَلْيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَلْيَخْلُو بِهِ، فَإِنْ قَبِلَهَا ، وَ إِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ » (اَلسُّنَّة لابن ابی عاصم ،بَابُ: كَيْفَ نَصِيحَةُ الرَّعِيَّةِ لِلْوُلَاةِ؟،رقم:۱۰۹۸)

"جس شخص کے پاس سلطنت کے والی کے لیے نصیحت ہو وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اسے خلوت میں نصیحت کرے، اگر وہ قبول کرلے تو فبھا ورنہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اوپر جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔“

اے ہشام تو بڑا جرأت مند ہے کیونکہ تو اللہ کے سلطان پر جرأت کرتا ہے کیا تجھے ڈر نہ لگا کہ اگر اللہ عزوجل کا سلطان تجھے قتل کر دے تو تجھے سلطان اللہ کا قتیل کہا جائے گا۔

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کی ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ پر ناراضگی کا سبب حکمران کو علانیۃً سخت بات کہنا تھا، اس قاطع دلیل کا سیاق بتلا رہا ہے کہ نصیحت میں پوشیدگی واجب ہے اسی بنا پر ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ نے اسے تسلیم کیا اور اس حدیث کو قبول کیا۔ یہ حدیث اس شخص پر حجت ہے جو نصیحت کے نام پر فضیحت کرتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حاکموں کو تنہائی میں نصیحت کرنی چاہیے نہ کہ سب کے سامنے بلند آواز سے اور نہ منبروں، محفلوں، مسجدوں، اخباروں اور مجلّوں میں تشہیر وغیرہ کی غرض سے، کیونکہ اس کا نصیحت سے کوئی تعلق نہیں۔لہٰذا کسی شخص کے ایسا کرنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے اگرچہ وہ حسن نیت سے ہی کر رہا ہو کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔

اور یہ حدیث حاکم کو پوشیدہ طور پر نصیحت کرنے کی بنیاد ہے اور جب ناصح نے اس طرح نصیحت کا فریضہ ادا کر دیا تو وہ بری الذمہ ہو گیا۔

اور دلیل تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے نہ کہ کسی آدمی کے قول یا فعل میں خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ○ ﴾

(النور: ۵۱، ۵۲)

”بس مومنوں کی بات تو یہی ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اطاعت کی اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب:٣٦)

"اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہ ہوگیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴾ (النساء:٦١)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو آپ ﷺ منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾

(النساء:٦٥)

"چنانچہ (اے نبی) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اس دل و جان سے مان نہ لیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء:۱۱۵)

”اور جس شخص کے سامنے واضح شکل میں ہدایت آ جائے اور اس کے بعد وہ رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے اس طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ جانا چاہتا ہے اور ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“

میں اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرنے میں بہت بڑا فتنہ اور دردناک عذاب اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور:۶۳)

”لہٰذا ان لوگوں کو جو آپ (ﷺ) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ڈرنا چاہیے کہ انھیں کوئی آزمائش آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب پہنچے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (یونس:۳۲)

”پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور ہے کیا؟“

مذکورہ بالا حدیث نبوی اور آیات قرآنیہ کے مطابق آپ کے سامنے اسلاف کرام کے چند اقوال و افعال پیش کیے جاتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج:۴،ص:۳۸۲) میں حسن سند سے حضرت سعید بن جُمہان رحمہ اللہ سے مروی ہے:

وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن اَبی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ اس وقت بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ میں نے ان پر سلام کہا، آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں سعید بن جمہان ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے والد نے کیا کیا؟ میں نے بتایا کہ اسے اَزارِقہ (خارجیوں) نے قتل کر دیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ازرقیوں پر لعنت کرے، اللہ ازرقیوں پر لعنت کرے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ وہ دوزخ کے کتے ہیں۔ میں نے پوچھا: اکیلے ازرقی ہی یا سارے خارجی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، سارے خارجی۔ میں نے کہا بے شک حاکم لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور ان کے ساتھ ایسا ایسا سلوک کرتا ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اسے سختی سے دبایا۔ پھر کہا: اے ابن جمہان تجھ پر افسوس تجھ پر امت کی اکثریت کے ساتھ رہنا لازم ہے۔ تجھ پر امت کی اکثریت کے ساتھ رہنا لازم ہے۔ اگر حاکم وقت تیری بات سنتا ہے تو اس کے گھر جا اور اسے اس بات کی خبر دے جو تو جانتا ہے، اگر وہ تیری بات مان لے تو فبہا ورنہ اسے چھوڑ دے کیونکہ تو اس سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔

۲۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھیں کہا گیا: کیا آپ حضرت عثمان کے پاس گفتگو کرنے کے لیے نہیں جاتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں سنا کر ان سے گفتگو کروں؟ اللہ کی قسم میں نے ان سے اپنے اور ان کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میں ایسا پہلا شخص بنوں جو اس معاملے کو کھولنے والا ہو۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حافظ عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ وہ امام پر علانیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذمت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کیونکہ اس سے برے انجام کا خطرہ ہے بلکہ وہ ان کے ساتھ نرمی برتیں گے اور اسے پس پردہ نصیحت کریں گے کیونکہ یہ طریقہ نصیحت کے قبول کیے جانے کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہے۔ (الخ)

مختصر صحیح مسلم (ص:۳۳۵) میں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قصے میں لوگوں کی موجودگی میں امراء کی مذمت کا انکار ہے، کیونکہ علانیۃ فہمائش میں برے انجام کا خطرہ ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر علانیۃ تنقید کا نتیجہ ان کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوا (الخ)

امام ابن النَّحَّاس رحمہ اللہ "تنبيه الغافلين عن أعمالِ الْجَاهِلِيْنَ وَ تَحْذِيْر السَّالِكِيْنَ مِنْ أَفْعَالِ الْهَالِكِيْنَ" (ص:٦٤) پر فرماتے ہیں (کہ خیر خواہی کرنے والا انسان، حاکم وقت کے ساتھ لوگوں کے سامنے گفتگو کی بجائے تنہائی کو پسند کرے بلکہ اسے یہ طریقہ پسند کرنا چاہیے اگر وہ اس کے ساتھ گفتگو کرے یا نصیحت کرے تو تیسرے آدمی کے بغیر پوشیدہ طور پر کرے۔)

امام ابن مفلح رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلآدَابُ الشَّرْعِيَّةُ" (ج:۱،ص:۱۷۵) میں فرماتے ہیں کہ کوئی شخص حاکم پر تنقید نہ کرے اِلَّا یہ کہ اس کو وعظ ونصیحت کرنے اور ڈرانے یا دنیا و آخرت میں بُرے انجام سے بچانے کی نیت رکھتا ہو، کیونکہ یہ کام واجب ہے۔ اس بات کے سوا کسی اور نیت سے اس پر تنقید کرنا حرام ہے۔

امام محمد بن علی شوکانی صنعانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "أَلسَّيْلُ الْجَرَّارُ أَلْمُتَدَفِّقُ عَلى حَدَائِقِ الأَزْهَارِ" (ج:۴،ص:۵۵۶) میں فرماتے ہیں:

کہ جس شخص پر بعض مسائل میں امام کی غلطی واضح ہو جائے، اسے چاہیے کہ وہ اسے نصیحت کرے اور برسر عام لوگوں میں اس پر طعن وتشنیع کا اظہار نہ کرے بلکہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اسے خلوت میں لے جائے اور اس کے لیے نصیحت خرچ کرے اور اللہ تعالیٰ کے سلطان کو ذلیل نہ کرے اور ہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب "اَلسِّیَر" کی ابتداء میں بیان کر دیا ہے کہ حاکموں کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں اگر چہ وہ ظلم کی کسی حد تک بھی پہنچ جائیں۔ (الخ)

دیار العربیۃ السعودیہ کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حکمرانوں کے عیبوں کی تشہیر کرنا اور انھیں منبروں پر بیان کرنا سلف صالحین کے منہج کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ یہ فعل بدامنی اور افراتفری اور نیک کاموں میں سمع و طاعت سے برگشتگی تک پہنچا دیتا ہے، اور ایسی بغاوت تک پہنچا دیتا ہے جو نقصان تو پہنچا دیتی ہے اور فائدہ نہیں دیتی۔ اس کی بجائے اسلاف کرام کا قابل رشک طریقہ یہ تھا اور اپنے اور حاکم وقت کے درمیان نصیحت پر مبنی تعلق قائم رکھتے تھے اور ان کی طرف خطوط لکھتے تھے یا ایسے علماء سے رابطہ کرتے تھے جو اسے نیکی کی طرف متوجہ کرے۔ (دیکھئے کتاب المعلوم مِنْ واجب العلاقة بَيْنَ الْحَاكِمِ وَالْمَحْكُوْم، (ص:۲۲)

شیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ اپنی کتاب "حُقُوْقُ الرَّاعِي وَالرَّعِيَّة" (ص:۲۹) پر فرماتے ہیں: سلف صالحین کے حاکم وقت کے ساتھ برتاؤ کرنے کے منہج کو سمجھنے میں اللہ کا خوف مدِ نظر رکھو اور حاکم وقت کی خطاؤں کو لوگوں کے بھڑکانے کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی حاکموں کے خلاف دلوں میں نفرت پیدا کرو کیونکہ ایسا کرنا عین فساد ہے، اور ایسی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے جس سے لوگوں میں فتنہ پھیلانے کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔

مزید برآں حاکموں کے خلاف دلوں میں نفرت پھیلانا، شر، فتنہ اور انارکی پیدا کرنا ہے۔ اسی طرح علماء کے خلاف دلوں میں نفرت بھرنا، علماء کی شان کو گھٹاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس شریعت کی شان گھٹتی ہے جس کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

لہٰذا جب کوئی شخص علماء اور حکام کی ہیبت و عظمت کو گھٹائے گا تو شریعت اور امن و سلامتی ضائع ہو جائے گی، کیونکہ جب علماء گفتگو کریں گے تو لوگ ان پر اعتبار نہ کریں گے اور جب حکام گفتگو کریں گے تو لوگ ان کی گفتگو پر تمرّد اور سرکشی دکھائیں گے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح شرّ وفساد برپا ہوگا۔ (اور یہودیوں کا منصوبہ پورا ہو جائے گا)

لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم سلاطین کے ساتھ اسلاف کرام کے برتاؤ کو دیکھیں اور انسان اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے اور نتائج کو پہچانے اور جان لے کہ جو لاقانونیت اور انارکی پھیلاتا ہے وہ اسلام دشمنوں کی مدد کرتا ہے اس لیے ایجی ٹیشن اور اشتعال انگیزی سبق آموز نہیں بلکہ حکمت سبق آموز ہے۔ اور حکمت سے میری مراد غلطی پر خاموشی اختیار کرنا نہیں بلکہ غلطی کا حل تلاش کر کے حالات کو سنوارنا ہے نہ کہ حالات کو بگاڑنا ہے۔ بنابریں خیرخواہ وہ ہے جو حالات کو سنوارنے کے لیے گفتگو کرے نہ کہ انھیں بگاڑنے کے لیے۔ پس امیر کو پس پردہ اور خالص نیت سے نصیحت کرنے کا نتیجہ اسلام اور مسلمین کے فائدے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حکمرانوں اور گورنروں کو نصیحت کرنے کے واجب ہونے کے ساتھ ساتھ چند شرطیں بھی ہیں جنھیں علماء نے بیان کیا ہے۔

ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرنے کا فرض علماء اور فقہاء کے ذمّے ہے کہ وہی ان کو نیکی کا حکم دیں اور منکر سے روکیں، یہ حکم افراد یا عوام کے لیے نہیں چھوڑا گیا، کیونکہ بسا اوقات ان کے طریقہ نصیحت سے معاملہ فساد اور فتنے تک پہنچ جاتا ہے۔

ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ حکمرنوں اور حاکموں کو نصیحت کرتے وقت نرمی، خوش گفتاری اور نزاکت والے اسلوب کو اپنانا واجب ہے اور ان کا سامنا کرتے وقت اور ان کو مخاطب کرتے وقت درشت روئی، اکھڑپن اور سخت کلامی سے دور رہنا واجب ہے۔ اور ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان کو نصیحت کرتے وقت پوشیدگی اور خلوت کے راستے کی پیروی کی جائے اور یہی وہ طریقہ ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے مروی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جو آدمی صاحب اقتدار کو نصیحت کرنے کا ارادہ کرے تو اسے سب کے سامنے نہ کرے بلکہ اس کا ہاتھ تھام کر خلوت میں لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے (اور اسے سمجھائے) اگر وہ سمجھ جائے تو فبہا ورنہ اس کے ذمہ جو حق (خیر خواہی تھا) وہ ادا ہو گیا۔ (دیکھیے فقه التعامل مع الحاكم، مؤلفه ڈاکٹر محمد هنادی)

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حاکموں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ حق کے کاموں میں ان کی معاونت اور ان کی اطاعت کی جائے اور انھیں ان کا حکم دیا جائے اور نرمی اور خوش اسلوبی سے ان کو تنبیہ اور یاد دہانی کرائی جائے اور ان کو مسلمانوں کے ایسے حقوق کے بارے میں بتایا جائے جن سے وہ غافل ہیں اور ان تک وہ پہنچے نہیں ہیں اور ان پر خروج کرنے سے باز رہنا اور لوگوں کے دلوں کو ان کی اطاعت پر اکٹھا کرنا۔

اور امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ اپنی کتاب "أُصُولُ السُّنَّة" (ص:٢٧٦) پر فرماتے ہیں کہ امورِ سلطنت کے والیوں کی سمع و طاعت کا حکم واجب ہے خواہ اپنی ذات میں کوتاہی کے مرتکب ہوں، اور جو کچھ ان پر واجب ہے اس پر ان کی رسائی نہ ہو سکی ہو، البتہ ان کو حق کی طرف بلایا جائے گا اور اس کا انھیں حکم دیا جائے گا اور اس کی نشاندہی کی جائے گی اور ان کے اوپر اسی چیز کا بوجھ ہے جو ان پر ڈالا گیا ہے اور ان کی رعایا پر سمع و طاعت کا وہی بوجھ ہے اس پر ڈالا گیا ہے۔

امام ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ "صِيَانَة صحيح مسلم من الإخلال والغلط" (ص:٢٢٤) پر فرماتے ہیں کہ أئمہ المسلمین کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے خلفاء اور سپہ سالاروں کی حق پر معاونت کی جائے اور اس میں ان کی اطاعت کی جائے اور انھیں نرمی اور ادب سے تنبیہ اور یاد دہانی کروائی جائے اور ان کے برخلاف خروج سے بچا جائے اور ان کے لیے توفیق کی دعا کی جائے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دی جائے۔ (الخ)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امور سلطنت کے والیوں) کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز ادا کی جائے اور ان میں شامل ہو کر جہاد کیا جائے اور ان کو صدقات ادا کیے جائیں اور جب ان سے جانب داری اور بری معاشرت ظاہر ہو تو تلوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ان کے خلاف خروج نہ کیا جائے اور ان کو جھوٹی تعریف کر کے دھوکہ میں مبتلا نہ کیا جائے اور ان کے لیے راست روی کی دعا کی جائے۔ (دیکھئے، شرح مسلم از امام نووی، ج:۲، ص:۳۸)

ان ائمہ دین نے اس بات کو ثابت رکھا ہے کہ امورِ سلطنت کے والی کو پوشیدہ نصیحت کی جائے اور یہ نصیحت منبروں کی چوٹیوں اور لوگوں کے ٹھٹھ میں نہ کی جائے کیونکہ ایسا کرنے کا نتیجہ عموماً گھسے پٹے بیوقوفوں کے اکٹھا ہونے اور فتنوں کی آگ سلگنے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا طریق کار نہیں ہے، بلکہ ان کا راستہ اور منہج تو اپنی سلطنت کے والیوں کے حق میں لوگوں کے دلوں کو اکٹھا کرتا اور راعی اور رعیت کے مابین محبت کو فروغ دینا ہے اور والیوں سے غلطیوں کے صدور کے باوجود صبر کرنا اور خاموش طریقے سے انھیں نصیحت کرنا ہے اور کسی شخص کے نام لیے بغیر منکرات سے ڈرانا ہے مثلاً کسی شخص کا نام لیے بغیر سود اور زنیٰ وغیرہ برے کاموں سے روکنا۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سلاطین کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے سے وعظ و نصیحت کے ساتھ عہدہ برآ ہونا چاہیے لیکن اُن کو خشونت اور درشتی سے اے ظالم، یا اے وہ شخص جو اللہ سے خوف نہیں کرتا، جیسے الفاظ سے مخاطب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ طرزِ نصیحت فتنے کو بھڑکا دے گا اور اس کی شرّ دوسروں کو لپیٹ میں لے لے گی اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔'' (دیکھئے الآداب الشَّرْعِيَّة، مؤلفه ابن مفلح)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنی کتاب اَلتَّمْهِيْد (ج:۲۱، ص:۲۸۵) پر فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے حاکموں کے ساتھ خیر خواہی کرنا دین ہے اور یہ واجب ترین عمل ہے۔ لہٰذا جو شخص ان کے ساتھ کھاتا پیتا اور ان کے پاس بیٹھتا اٹھتا ہے اور ہر ایسا شخص جس کے لیے حاکم کو نصیحت کرنا ممکن ہے اور اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امید ہے کہ وہ اس کی بات سنے گا تو اس پر حاکم کو نصیحت کرنا لازم ہے۔
الخ۔"

معلوم ہوا کہ امورِ سلطنت کے والی کی اطاعت سے نکلنا اور بذاتِ خود یا کسی کی معیت میں اس پر چڑھائی کرنا گناہ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سرکشی اور اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے کی مخالفت ہے۔

باقی رہا امورِ مملکت کے والیوں کا ایسے گناہوں میں واقع ہونا اور ایسی خلاف ورزیاں کرنا جو کفر کی موجب اور اسلام سے نکلنے کا سبب نہیں ہیں، اس بارے میں واجب ہے کہ ان کو شرعی طریقے پر نرمی سے نصیحت کی جائے اور اسلاف کرام کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کے مجمعے میں ان پر طعن و تشنیع نہ کی جائے۔ اور اس بات کا اعتقاد رکھنا (کہ ان پر سرعام تشنیع کرنا) نہی عن المنکر کے فریضے کے تحت بندوں پر واجب ہے، یہ فاحش غلطی اور واضح جہالت ہے۔ اس بات کا قائل نہیں جانتا کہ ایسا کرنے سے دین اور دنیا میں کتنی بڑی خرابیوں کا پیش خیمہ ہے۔ ایسا کرنے کے نتائج کو تو وہی جانتا ہے جس کے دل کو اللہ نے منور کیا ہے اور اس نے سلف صالحین اور ائمہ دین کے طریقے کو پہچان لیا ہے۔ دیکھیے کتاب، نَصِیْحَۃ مُہِمَّۃٌ فِی ثَلَاثِ قَضَایَا، (مؤلفہ علماء اعلام آف نجد، ص:۴۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ جب مسلمانوں کے حکمران نصیحت پر کان نہ دھریں تو ان کے خلاف لوگوں کو اُکسانا حرام ہے اور (شرع میں) اس صورت میں صبر کرنا اور نیک کام میں ان کی اطاعت کرنا لازم ہے

۱۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.»

صحيح البخاري، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا، رقم: ٧٠٥٤، صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، رقم: ١٨٤٩

”جو کوئی شخص اپنے امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جسے وہ برا سمجھتا ہے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جس نے بالشت بھر جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور وہ اس حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت (کی سی) موت مرا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج:۱۳، ص:۹) میں فرماتے ہیں:

امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حاکم ظلم و جور بھی کرے تو اس کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں۔ اور فقہائے کرام نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بزورِ طاقت اقتدار حاصل کرنے والے سلطان کی اطاعت واجب ہے اور اس کے ساتھ شامل ہو کر جہاد کرنا ضروری ہے اور اس کی اطاعت کرنا اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خلاف خروج کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس میں خونِ مسلم کی حفاظت اور ہلاکتوں سے بچاؤ ہے۔

۲۔ مسند امام احمد اور ابن ابی عاصم کی کتاب اَلسُّنَّة میں صحیح سند سے حضرت عیاض بن غُنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِذِي سُلْطَانٍ فَلَا يُبْدِهِ عَلَانِيَةً، وَلَكِنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ فَيَخْلُوا بِهِ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ.»

”جو شخص صاحب سلطنت کو نصیحت کرنے کا ارادہ کرے تو برسر عام نہ کرے بلکہ اس کے ہاتھ کو تھام لے (اور خلوت میں کرے) اگر وہ سن لے تو فبہا، ورنہ اس کے اوپر (نصیحت کا) جو حق تھا۔ وہ اس نے ادا کر دیا۔“

۳۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَأْمُرُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَّا ذَلِكَ؟ قَالَ: تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ.» (صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَفَاءِ بِبَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ، الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، رقم: ۱۸۴۳، صحيح البخاري، رقم: ۷۰۵۲)

”میرے بعد عنقریب من پسندی ہوگی اور ایسے کام ہوں گے جنھیں تم ناگوار سمجھو گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم پر جو حق ہو، وہ ادا کرو اور اپنے حق کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔“

۴۔ صحیح بخاری (ج:۱۳، ص:۱۹۲) اور صحیح مسلم (ج:۳، ص:۱۴۷) میں حضرت جنادہ بن ابی امیہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور ہم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ان کی بیمار پرسی کے لیے) ان پر داخل ہوئے، ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی عطا فرمائے، آپ ہمیں حضرت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث سنایئے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں نفع عطا فرمائے تو انھوں نے فرمایا:

« دَعَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ، فَكَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا: أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ.»

(صحيح مسلم ،بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ، وَتَحْرِيمِهَا فِي الْمَعْصِيَةِ،رقم:١٧٠٩،صحيح البخاري،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ :سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا،رقم:٧٠٥٦)

”حضرت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دعوت دی تو ہم نے آپ سے بیعت کی، چنانچہ آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیا اور ہم نے اس بات کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم اپنے حاکموں کی سمع و طاعت کریں، خواہ ان کی بات ہمیں خوشگوار لگے یا ناخوشگوار اور ہم تنگی میں ہوں یا آسانی میں، اور ہمارے اوپر (کسی کو غنیمت میں حصہ دینے یا منصب حکومت سونپنے میں) ترجیح دی جائے اور یہ کہ ہم منصب کے حق داروں سے تنازعہ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مگر یہ کہ تم واضح کفر دیکھو اور تمہارے پاس اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہو۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج:١٣،ص:١٠) میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا مقتضی ہے کہ جب تک حاکموں کا فعل تاویل کا محتمل ہوگا اس وقت تک ان کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امورِ سلطنت کے والیوں سے ان کی سلطنت میں ان سے جھگڑا نہ کرو اور نہ ان پر اعتراض کرو اِلّا یہ کہ تم ان میں ایسی برائی دیکھو جو اسلام کے قواعد کی رُو سے تمھیں یقینی برائی نظر آتی ہو، اگر تم ایسا دیکھو تو ان پر انکار کرو اور تم جہاں بھی ہو حق بات کہو البتہ ان کے خلاف خروج کرنا اور ان سے لڑنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے اگرچہ وہ ظالم اور فاسق ہی کیوں نہ ہو اور جو معنی میں نے بیان کیا ہے اس پر واضح احادیث دلالت کرتی ہیں اور اہل سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ سلطان کو فسق کی وجہ سے معزول نہیں کیا جا سکتا۔ (الخ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے قول فَبَایَعْنَا میں بیعت سے مراد معاہدہ ہے اور یہ بَیْعٌ سے ماخوذ ہے کیونکہ فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں اپنے ہاتھ کو دوسرے کی طرف بڑھاتے ہیں اور اسی طرح بیعت ہتھیلی پکڑنے سے ہوتی ہے۔ اور ان کے قول وَ أَثْرَةٍ عَلَيْنَا سے مراد اپنے اوپر امورِ دنیا میں ترجیح اور خصوصیت ہے یعنی تم اپنے حاکموں کی سنو اور ان کی اطاعت کرو اگرچہ حاکم اپنے لیے دنیا کو خاص کرلیں اور ان کے پاس جو تمہارا حق ہے وہ تم تک نہ پہنچائیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے علماء کا قول بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ امورِ سلطنت کے والیان کی اطاعت واجب ہے ان معاملات میں بھی جنھیں دل ناگوار اور مکروہ سمجھتے ہیں بشرطیکہ وہ معصیت الٰہی نہ ہوں اگر وہ معصیت الٰہی ہوں تو نہ سمع ہے اور نہ اطاعت۔

امام ابن اثیر کہتے ہیں کہ حدیث میں دونوں حالتوں سے مراد، رضا مندی اور ناراضگی، تنگی اور آسانی، خیر اور شرّ ہیں۔

۵۔ صحیح مسلم (ج:۳،ص:۱۴۸۲،طبع بیروت) میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ، فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، فَلْيَكْرَهْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ » (صحیح مسلم، بَابُ خِيَارِ الْأَئِمَّةِ وَشِرَارِهِمْ، رقم:۱۸۵۵)

''آگاہ رہنا جس شخص پر کسی شخص کو والی (حاکم) بنا دیا جائے اور وہ اسے دیکھے کہ وہ کسی معاملے میں معصیت الٰہی کرتا ہے تو وہ اس کے معصیت الٰہی کے ارتکاب کو برا سمجھے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔''

اس حدیث شریف میں مسلمانوں کے معاملے کے سربراہان کی سمع و طاعت کرنے اوران کے خلاف خروج نہ کرنے کا ثبوت ہے اور اس بات کا بھی کہ جب وہ ہماری نصیحت نہ سنیں تو بھی ہم ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچیں بلکہ ان پر صبر کریں اور ان کی طرف سے دُکھ کو برداشت کریں کیونکہ اس اطاعت میں ایسے عظیم فسادات کو دور ہٹانا ہے جو صبر نہ کرنے اور ان کے خلاف خروج کے نتیجے میں نمودار ہوتے ہیں اور دین اور دنیا کے لیے خرابی کا سبب بنتے ہیں۔

امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ کتاب ''اَلسُّنَّة'' (ص:۷۸) میں فرماتے ہیں:

'' حاکم کے ساتھ قتال کرنا اور اس پر خروج کرنا حلال نہیں اگرچہ وہ بے انصافی کرے۔''

امام ابن اُبی العزِ حنفی رحمہ اللہ شرح عقیدہ طحاویہ (ج:۲،ص:۵۴۲، طبع بیروت) میں مذکورہ بالا وجوہات سے بھی اچھی بات لکھتے ہیں کہ ان کی اطاعت کا لازم ہونا اگرچہ وہ ظلم بھی کریں۔ اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کی اطاعت سے نکلنے کے نتیجے میں اس قدر فسادات رونما ہوتے ہیں جو ان کے ظلم سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ البتہ ان کے ظلم پر صبر کرنا اپنے گناہوں کے کفارے اور اجر وثواب کے اضافے کا سبب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کی خرابیوں کی وجہ سے ہی انھیں ہم پر مسلّط کیا ہے اور لوگوں کو ان کے اعمال کی جنس سے ہی بدلہ ملتا ہے۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ ہم توبہ اور استغفار کریں۔ اور عمل کی درستی میں محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ﴾ (الشوریٰ:۳۰)

''کہ تمھیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی (برے اعمال) کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ﴾ (ال عمرٰن:۱۶۵)

''جب تم پر مصیبت آ پڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی حالانکہ تم اس سے دگنی مصیبت پہنچا چکے تھے، کہہ دیجیے کہ یہ مصیبت تمہاری اپنی ہی لائی ہوئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ﴾ (النساء:۷۹)

''(اے انسان) تجھے جو بھی بھلائی ملے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو بھی تکلیف پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿کَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًاۢ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾ (الانعام:۱۲۹)

''اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں بوجہ ان کی کرتوتوں کے جو وہ کرتے ہیں۔''

پس جب رعایا ظالم حکمران سے خلاصی حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ (ایک دوسرے پر) ظلم کرنا چھوڑ دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم (ج:۱۲،ص:۲۲۲،طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ حاکموں کے ظلم پر صبر کرنے کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی ظلم کی وجہ سے ان کی اطاعت ساقط نہیں ہوتی۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج:۱۳،ص:۴۰،طبع ریاض) میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حاکموں سے مل کر رہنا لازم ہے اگرچہ وہ گناہ گار بھی ہوں۔ (الخ)

امام ابوالعباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (ج:۲۸،ص:۱۷۹،طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ مأمور بہ علم و عدل سے یہ بات ثابت ہے کہ اصول اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق حکام کے ظلم اور بے انصافی پر صبر کیا جائے اور حضرت نبی کریم ﷺ نے بہت سی مشہور احادیث میں اسی بات کا حکم دیا ہے۔ امام آجری رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلشَّرِیْعَة" (ص:۲۱،طبع پاکستان) میں فرماتے ہیں کہ قدیم اور جدید علماء کا اس مسئلے میں اختلاف نہیں کیا کہ خوارج بری قوم ہیں، اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے نافرمان ہیں۔ اگرچہ وہ روزے رکھیں، نمازیں پڑھیں اور عبادت میں محنت کریں، یہ اعمال ان کو نفع مند نہیں۔ اگرچہ وہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا اظہار کریں اور یہ عمل بھی ان کے لیے نفع مند نہیں کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو اپنی خواہش کو مقدم رکھ کر قرآن کی تاویل کرتے ہیں اور مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں اور ہمیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور نیکی میں ان کی پیروی کرنے والوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملانے اور ان کا ساتھ دینے سے ڈرایا ہے۔ (الخ) (رحمہم اللہ)

اور آپ نے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کے لیے لائق نہیں جو کسی خارجی کے اجتہاد کو دیکھے جو عادل یا ظالم حاکم کے خلاف نکلے اور جتھہ اکٹھا کر کے تلوار سونت لے اور مسلمانوں کے ساتھ قتال کو حلال قرار دے تو اس کی قرأت قرآن، طول قیام، دوام صیام اور علم میں اس کے اچھے الفاظ سے دھوکہ کھا جائے جب کہ اس کا عقیدہ خارجیوں والا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں مروی احادیث بیان کیں اور فرمایا: میں نے خوارج کے مذہب سے بچنے کے لیے اتنا کچھ بیان کردیا ہے جس میں اس شخص کے لیے تبلیغ ہے جس کو اللہ کریم عزّ وجل نے محفوظ رکھا ہے۔ اور وہ خارجیوں کی رائے نہیں رکھتا اور وہ حاکموں کے ظلم اور امراء کی بے انصافی پر صبر کرتا ہے اور ان کے خلاف تلوار سے خروج نہیں کرتا اور وہ اللہ عظیم سے اپنے اور تمام مسلمانوں کے اوپر سے ظلم دور کرنے کا سوال کرتا ہے اور حاکموں کے لیے اصلاح کی دعا کرتا ہے اور ان کے ساتھ حج ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے تمام دشمنوں سے جہاد کرتا ہے اور ان کے پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتا ہے اور اگر وہ اسے اطاعت کا حکم دیں تو ممکن حد تک ان کی اطاعت کرتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو ان سے معذرت کرتا ہے اور اگر وہ معصیت کا حکم دیں تو اطاعت نہیں کرتا اور جب ان کے درمیان فتنہ برپا ہو تو اپنے گھر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لیتا ہے اور اس کام میں دلچسپی نہیں لیتا جس میں وہ مبتلا ہیں اور نہ وہ فتنے میں حصہ لیتا ہے لہٰذا جس شخص کا یہ وصف ہے وہ ان شاء اللہ صراط مستقیم پر ہے۔

۶۔ مصنف عبدالرزاق (ج:۱۱،ص:۳۳۹،طبع بیروت) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: جو شخص اطاعت (امیر) سے ایک بالشت برابر نکلا اور وہ (اس حال میں) مرگیا تو اس کا مرنا جاہلیت میں مرنے جیسا ہوا۔

۷۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف (ج۱۱،ص:۱۰۰،طبع پاکستان) میں حضرت محمد بن منکدر سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر پہنچی کہ یزید بن معاویہ کی بیعت (خلافت) ہوگئی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر خیر ہے تو ہم راضی ہیں اگر شرّ ہے تو ہم صبر کرتے ہیں۔

اگر نفس پرستی تم کو حکیمانہ معاملے اور مستقیم شرع شریف کی مخالفت تک لے جائے اور تم اپنے امیر کی سمع و طاعت نہ کرو تو تم کو گناہ ملے گا اور تم خطرے میں پھنس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤ گے۔''

۹۔ امام آجری رحمہ اللہ اپنی کتاب "الشریعة" (ص:۳۸،طبع پاکستان) میں صحیح سند سے عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے یزید بن مُہلّب کے دور میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو اپنے پاس آنے والے گروہ سے کہتے ہوئے سنا: اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ، اور ان کے دروازے بند کرلو۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر لوگ اپنے حاکم کی طرف سے مصیبت میں مبتلا ہوں اور صبر کرلیں تو جلد ہی اللہ عزوجل ان سے مصیبت اٹھا لے گا، لیکن جب وہ تلوار کا سہارا لیتے ہیں تو تلوار کے سپرد کردیے جاتے ہیں۔ (یعنی وہ سرکاری فورسز کی تلواروں سے ذبح کردیے جاتے ہیں۔)

امام ابو العباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع فتاویٰ (ج:۲۸،ص:۱۷۹، طبع مصر) میں فرماتے ہیں: اور جو اِن (سلاطین) کی جائز یا ناجائز تاویل کی وجہ سے (رعایا پر) ظلم واقع ہوتا ہے تو اُن کے ظلم و جبر کو ظلم سے ہٹانا جائز نہیں جیسا کہ اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ وہ شرّ کو بڑی شرّ سے اور دشمنی کو اس سے بڑی دشمنی سے دور کرتے ہیں کیونکہ ان کے خلاف خروج کرنا ان کے ظلم سے زیادہ فساد اور ظلم کا موجب ہوتا ہے، لہٰذا اس پر صبر کرنا چاہیے جیسا کہ اس وقت صبر کیا جاتا ہے جب بہت سی جگہوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی پر کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ﴾

(لقمان:۱۷)

''نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک اور اس پر تجھے جو تکلیف لاحق ہو، اس پر صبر کر۔'' (الخ)

لہٰذا سلاطین کے جبر پر صبر کرنا، دین کے عزائم اور ائمہ ناصحین کی وصیتوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام خلال رحمہ اللہ کی کتاب "اَلسُّنَّة" (ص:۱۳۱، طبع ریاض) میں امام ابوبکر مروزی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو سنا آپ خون بہانے سے روکتے تھے اور حکمرانوں کے خلاف خروج کرنے کا سختی سے انکار کرتے تھے۔

اُصُوْلُ السُّنَّة (ص/ ۲۹، طبع قاھرہ) میں عبدوس بن مالک سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں، میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (جس شخص نے مسلمانوں کے حاکموں میں سے کسی ایسے حاکم کے خلاف خروج کیا جس پر لوگ اتفاق کر چکے ہوں اور کسی بھی سبب سے اس کی خلافت کا اقرار کر چکے ہوں، خواہ رضا مندی سے یا اس کے غلبے سے، تو اس خروج کرنے والے نے مسلمانوں کے اتفاق کو توڑا، اور حضرت رسول اللہ ﷺ سے مروی آثار کی مخالفت کی اگر یہ خروج کرنے والا (اسی حالت میں) مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور سلطان سے قتال حلال نہیں اور نہ ہی لوگوں میں سے کسی کو اس کے خلاف خروج کرنا جائز ہے۔ اور جس نے یہ کام کیا وہ بدعتی ہے اور سنت اور سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔

امام لالکائی اپنی کتاب الاعتقاد (ج:۱،ص:۱۵۱،طبع ریاض) میں صحیح سند سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ اے شعیب! میں نے جو کچھ تجھے لکھ کر دیا ہے اس سے تجھے کچھ فائدہ نہیں ہو گا جب تک کہ تو نیک اور فاجر کے پیچھے نماز جائز نہ سمجھے اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور سلطان کے جھنڈے تلے صبر کرنا ہو گا، خواہ وہ بے انصافی کرے یا عدل و انصاف۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "إِعْلَامُ الْمُوَقِّعِيْنَ عَنْ رَبِّ الْعَالَمِيْن (ج:۳،ص:۶، طبع قاھرہ) میں اس موضوع پر کتنی عظیم اور نفیس گفتگو کی ہے اور وہ اسلامی دعوت کے راہنماؤں اور نوجوانوں کے کس قدر ہم آہنگ ہے کہ وہ اسے اپنے عمل، دعوت اور تحریک کا عنوان بنائیں، وہ کہتے ہیں کہ جب بُرے کام سے روکنا، اس سے بڑے بُرے کام کو مستلزم ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سخت ناپسند ہو تو اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روکنا جائز نہیں، اگر چہ اللہ اس سے نفرت کرتا ہے اور اس کے مرتکبین پر ناراض ہوتا ہے مثلاً بادشاہوں اور حاکموں کو خروج کر کے برے کام سے روکنا، کیونکہ یہ ہر شرّ کی بنیاد ہے اور زمانے کے آخر تک فتنہ ہے، اور صحابہ کرام نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کو ان کے وقتوں سے مؤخر کر کے ادا کرنے والے امراء سے لڑائی لڑنے کی اجازت مانگی اور کہا: کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ اور فرمایا: جو شخص اپنے امیر کو ایسا کام کرتا دیکھے جو اسے ناپسند ہے تو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے اور جو کوئی شخص چھوٹے بڑے فتنوں میں اسلام پر بیتنے والے حالات پر غور کرے گا تو وہ دیکھے گا ان کی وجہ اس اصل کو پس پشت ڈالنا اور منکر پر صبر نہ کرنا ہے چنانچہ جب اس نے اس کے ازالے کا مطالبہ کیا تو اس سے ایسا برا نتیجہ برآمد ہوا جو اس بُرے کام سے بھی برا تھا، حضرت رسول اللہ ﷺ ایک وقت تک مکہ میں اکبر المنکرات (بت پرستی) دیکھتے رہے اور آپ ﷺ اس کو بدلنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ (الخ) (جب آپ ﷺ فتح مکہ کے بعد مسجد حرام میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ان مجسّموں کو توڑا جن کو مشرکین اپنے بزرگوں کی تصویریں قرار دے کر ان کے سامنے جھکتے اور ان کو سجدے کرتے تھے۔)

اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے لیے یہ قاعدہ (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) مزید واضح ہو اور آپ علمائے امت کے نزدیک اس کے مقام سے واقف ہوں تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے واقعہ پر غور کریں جسے امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین عن رب العالمین (ج۳،ص:۷،۸) میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ تاتاریوں کے دور میں، میں اور میرے بعض دوست (تاتاریوں کے) ایک گروہ پر گزرے جو شراب پی رہا تھا میرے کسی ساتھی نے ان کو منع کیا تو میں نے اس کو منع کرنے سے روک دیا اور اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: اللہ نے شراب کو اس لیے حرام کیا ہے کہ وہ اللہ کی یاد اور نماز سے روک دیتی ہے اور ان لوگوں کو یہ (شراب نوشی) انسانی جانوں کو قتل کرنے اور بچوں کو غلام بنانے اور اموال لوٹنے سے روکتی ہے لہٰذا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ (الخ)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلتَّمْهِيْد" (ج:۲۳،ص:۲۷۹، طبع قاہرہ) میں لکھتے ہیں: ''...... اور جب کہ اہل حق جو اہل السنۃ والجماعۃ ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پسندیدہ بات ہے کہ حاکم فاضل، عادل اور نیک طینت ہو، اگر وہ ایسا نہ ہو تو مستبد حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ان کے خلاف خروج کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس سے جھگڑا کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے سے امن عامہ، خوف میں بدل جائے گا اور اس لیے بھی کہ ایسا کرنا خون بہانے اور ڈاکے پڑنے اور زمین میں فساد برپا ہونے پر منتج ہو گا، اور یہ عمل اس کے جبر و استبداد اور فسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ اصول، عقل اور دین اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ مکروہات میں سے بڑے مکروہ کو ترک کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اور ایسا حکمران جو جمعہ اور عید قائم کرے اور دشمن سے جہاد کرے اور مجرموں پر حدیں قائم کرے اور لوگوں کو ان کے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم سے انصاف دلائے اور اس کی وجہ سے آفتیں تھم جائیں اور راستے پر امن ہو جائیں تو اس کے درست یا مباح احکام کی تعمیل واجب ہے۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح السدلان سے سوال کیا گیا:

س: میرا خیال یہ ہے کہ آپ ہتھیار اٹھا کر چڑھائی کرنے کو ہی خروج نہیں سمجھتے بلکہ آپ زبان کے ساتھ اکسانے کو بھی خروج قرار دیتے ہیں؟

ج: آپ نے جواب دیا:

یہ اہم سوال ہے، بھائیوں میں کوئی بھائی حسن نیت سے یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صرف ہتھیار کے ساتھ لڑائی کے لیے نکلنا خروج کہلاتا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خروج ہتھیار کی قوت یا معروف طریقوں سے اکسانے پر ہی منحصر نہیں، بلکہ خطاب عام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ خروج کرنا، ہتھیار کے ساتھ خروج کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ ہتھیار کے ساتھ اور سختی کے ساتھ خروج کی آبیاری خطاب عام سے ہی ہوتی ہے، لہٰذا ہم ان بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں جنھیں دلیری نے گرفت میں لیا ہوا ہے۔ اور ہم ان سے ان شاء اللہ اصلاح کی امید رکھتے ہیں کہ وہ توقف اور تحمل مزاجی سے کام لیں اور ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ٹھہرو کیونکہ تمہاری گھن گرج اور سختی دلوں میں کسی چیز کی آبیاری کرتی ہے، اور ایسے تروتازہ دلوں میں (شرّ کی) کی آبیاری کرتی ہے جو سوائے تیز روی کے کسی چیز کو نہیں جانتی، مزید برآں وہ طالع آزماؤں کے سامنے دروازے کھولتی ہے۔ تاکہ وہ گفتگو کریں اور اپنے دلوں کی باتیں کہیں خواہ وہ حق ہیں یا باطل پر۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ زبان وقلم کو غیر شرعی طور پر کسی بھی اسلوب میں ناجائز استعمال کرنا یا کیسٹیں سنانا یا لیکچرز دینا یا لوگوں کو اکسانے کے لیے مشاورتیں کرنا ہی ہتھیاروں سے خروج کرنے کی بنیاد ہے۔ اور میں اس (خطابی خروج) کی سے شدت سے ڈراتا ہوں، اور ان سے کہتا ہوں کہ تم پر لازم ہے کہ نتائج پر نظر کرو اور ان کا حال دیکھو جو اس میدان میں تم سے پہلے کودے تھے۔ تاکہ وہ ان فتنوں کی طرف دیکھ سکیں جن میں بعض اسلامی معاشرے زندگی گزار رہے ہیں اور وہ کون سا اقدام تھا جس نے ان کو اس بندگلی میں پہنچا دیا جب ہم اس چیز کو پہچان لیں گے تو اس بات کو سمجھ جائیں گے کہ خطاب عام کے ساتھ خروج کرنا اور نفرت پھیلانا اور ہلا شیری کرنا اور شدت کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کا ناجائز استعمال دلوں میں فتنے کی پرورش کرتا ہے۔

دیکھئے کتاب (علماء السعودیه یؤکدون علی الجماعة، ص:۵، ٦)

لہٰذا ثابت ہوا کہ خطاب عام سے خروج کرنا ہتھیار سے خروج کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

امام ابن نحاس رحمہ اللہ اپنی کتاب "تَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ"، ص:٤٦) میں فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہاتھ کی سختی سے حاکم کو روکے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اس پر ہتھیار سونتے یا اس کے خلاف اپنے مددگاروں کو اکٹھا کرے، کیونکہ ایسا کرنا فتنوں کو مہمیز دینا اور شر کو بھڑکانا اور حکمران کے رعب کو ختم کرنا ہے، اور بسا اوقات یہ حرکت اس کے خلاف خروج اور شہروں میں تخریب کاری تک لے جاتی ہے اور اس کے سوا بھی جو کچھ رونما ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے۔

امام محمد بن سبیل اپنی کتاب "اَلْأَدِلَّةُ الشَّرْعِيَّةُ فِيْ بَيَانِ حَقِّ الرَّاعِيْ وَالرَّعِيَّةِ" (ص:۵۲،طبع ریاض) میں بیان کرتے ہیں کہ علمائے کرام اس طرف گئے ہیں کہ سلطنت کے والیوں کے برخلاف خروج کرنا اور ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنا حرام ہے، خواہ وہ انصاف پسند اور نیکوکار ہوں یا جابر اور مستبد، جب تک وہ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوں۔ کیونکہ حاکموں کے جور و ستم پر صبر کرنا اگرچہ تکلیف دہ ہے لیکن یہ کمتر اور آسان تر تکلیف ہے اس تکلیف سے جو ان کے خلاف خروج سے لاحق ہوتی ہے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام کا حکم ان کی سمع و طاعت کے وجوب اور ان کے خلاف خروج کی حرمت پر دلالت کرتا ہے اگرچہ وہ بے انصافی اور ظلم کرتے ہوں اِلَّا یہ کہ وہ صریح کفر کے مرتکب ہوں۔

امام ابن عبد البر اپنی کتاب اَلتَّمْهِيْد (ج:۲۱،ص:۲۸۵،طبع قاہرہ) میں لکھتے ہیں کہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا کوئی آدمی سلطان کے پاس وعظ و نصیحت کرنے اور اسے خیر و بھلائی کی ترغیب دینے کے لیے جا سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: جب اسے امید ہو کہ وہ اس کی بات کو سنے گا (تو ٹھیک ہے اگر اس کے سننے کی امید نہ ہو تو) اس پر اس کے پاس جانا ضروری نہیں۔

۹۔ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری نے اپنی کتاب "اَلشَّرِيْعَة" (ج:۱،ص:۱۵۶) میں اور امام حارث بن اسامہ نے اپنی مسند (ص:۲۲۱،طبع قاہرہ) میں حسن سند سے ابو غالب سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا کہ حروریوں (خارجیوں) کے ستر سر لائے گئے اور مسجد کے راستے پر لٹکا دیے گئے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعتیں ادا کیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر مسجد سے نکلے اور ان سَروں پر کھڑے ہو گئے اور گھڑی بھر آنسو بہاتے رہے پھر تین مرتبہ یوں بولے :ابلیس اہل اسلام کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ پھر تین مرتبہ کہا: جہنم کے کتے، جہنم کے کتے، جہنم کے کتے۔ پھر تین مرتبہ کہا: آسمان کے سائے کے نیچے قتل ہونے والے بدترین مقتول۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے ابوغالب تو اُس شہر کا باشندہ ہے جس کی نفسانیتیں اور دہشت انگیزیاں بہت زیادہ ہیں۔ میں نے کہا: ہاں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھے ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ میں نے کہا: آپ آنسو کیوں بہا رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: ان پر شفقت اور ترس کی وجہ سے کہ یہ اہل اسلام میں سے تھے۔ پھر فرمایا: تو سورہ آل عمران پڑھتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس آیت کو پڑھ:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ال عمرٰن:۷)

اللہ وہ ذات ہے جس نے تجھ پر کتاب نازل کی اس میں محکم آیات ہیں وہ کتاب کا اصل ہیں اور دوسری متشابہات (مبہم معانی والی) ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ انہی آیتوں کے درپے ہوتے ہیں جن کے معانی مبہم ہیں ان کا مقصد صرف فتنہ تلاش کرنا اور من بھاتی تاویل کرنا ہے۔''

میں نے کہا: ان کے دلوں میں ٹیڑھ تھی اس لیے وہ ٹیڑھ میں لڑھکتے چلے گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (ال عمرٰن:۱۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے اے پر وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم اپنے ایمان کے بعد کفر میں مبتلا ہو گئے تھے؟“

میں نے کہا: کیا وہ یہی ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے (اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی) وہ سب آگ میں جائیں گے سوائے سوادِ اعظم کے؟ ایک آدمی میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا اے ابو امامہ کیا تم دیکھ نہیں رہے سوادِ اعظم کیا کر رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان اوپر اسی کا بوجھ ہے جو ان پر ڈال دیا گیا اور تمہارے اوپر اس کا بوجھ ہے جو تمہارے اوپر ڈالا گیا۔ اگر تم آپ ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ذمہ فقط پہنچا دینا ہے۔ آپ نے فرمایا: سمع و طاعت، معصیت، اور تفریق سے بہتر ہے۔ (الخ)

کتاب ”الشَّرِیعة“ (ج۲،ص:۱۹۲) میں امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص تجھ پر امیر بنا دیا جائے وہ عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا۔ اس کی ایسے کاموں میں اطاعت کر جن میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ اگر چہ وہ تجھے تیرے حق سے محروم کرے، یا وہ تجھے ظلماً کوڑا مارے یا تیری بے عزتی کرے یا تیرا مال چھین لے اور یہ سب کچھ تجھے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تو اس کے خلاف تلوار سونت کر لڑائی کرنا شروع کر دے اور نہ ہی تو کسی خارجی کے ساتھ نکل کر اس امیر سے لڑے اور نہ ہی کسی اور آدمی کو اس کے خلاف ابھارے، لیکن اس پر صبر کرے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب مِنْهَاجُ السُّنَّة النَّبَوِيَّة (ج:۴،ص:۵۲۷، طبع قرطبہ) میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مفادات کے حصول اور ان کی تکمیل، اور مفاسد (خرابیوں) کی بندش اور ان کی تقلیل (کمی) کے لیے مبعوث فرمایا، پس جب خلفاء میں سے کوئی (آدمی کسی بھی ذریعے سے) خلیفہ بن جائے، جیسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یزید، عبدالملک اور منصور وغیرہ تو پھر یا تو کہا جائے گا کہ اس طرح کے خلیفہ کو خلافت پر متمکن ہونے سے روکنا اور اس سے جنگ کرنا واجب ہے یہاں تک کہ کوئی اور اس کی جگہ والی بن جائے جیسا کہ ان لوگوں کا مذہب ہے جو تلوار استعمال کرنا واجب سمجھتے ہیں، یہ رائے فاسد ہے کیونکہ اس عمل کا نقصان اس کے فائدے سے بڑا ہے۔ اور ایسا بہت دفعہ ہوا ہے کہ جس شخص نے مقتدر سلطان کے خلاف خروج کیا تو اس کے اس عمل سے جو شرّ پیدا ہوئی وہ خیر سے عظیم ترین تھی جیسا کہ مدینہ والوں نے (ماسوائے بنو ہاشم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد کے) یزید کے خلاف اور عبدالرحمٰن بن اشعث نے عراق میں عبدالملک کے خلاف، اور یزید بن مهلب نے خراسان میں اپنے باپ مھلب کے خلاف اور مدینہ اور بصرہ والوں نے منصور (عباسی ہاشمی) کے خلاف اور ان جیسی سوچ رکھنے والے دیگر طالع آزماؤں نے خروج کیا تھا۔

ان لوگوں کے عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو یہ مغلوب ہو جاتے ہیں یا غالب ہو جاتے ہیں پھر ان کے غلبے کے بعد ان کی حکومت زائل ہو جاتی ہے تو ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ (دیکھئے عبداللہ بن علی (عباسی ہاشمی) اور ابو مسلم (خراسانی) دو ایسے افراد ہیں جنھوں نے بہت سی مخلوق کو تلواروں کی دھاروں سے موت کے گھاٹ اتارا (اور بنو اُمیّہ کی حکومت ختم کر کے بنو عباس کی حکومت قائم کی) اور ان دونوں کو ابو جعفر منصور (عباسی ہاشمی) نے تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا۔

جب کہ اہل حرۃ (مدینہ) اور (عبدالرحمٰن) بن اشعث اور (یزید) ابن مھلب اور ان کے سوا (جنھوں نے خروج کیا) یہ شکست کھا گئے اور ان کے حواری بھی شکست کھا گئے، نہ تو وہ دین قائم کر سکے اور نہ دنیا باقی رکھ سکے، جب کہ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں کا حکم نہیں دیتا جن سے نہ دین سنور سکے اور نہ دنیا سنور سکے، اگر چہ یہ کام کرنے والے اللہ کے پرہیز گار اولیائے کرام ہی ہوں اور اہل جنت بھی ہوں، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ وغیرھم سے تو افضل نہیں ہو سکتے لیکن اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود انھوں نے جو جنگ کی اس کی تعریف نہیں کی گئی اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبے اور دوسروں سے اچھی نیت والے تھے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج (بن یوسف) اللہ کا عذاب ہے، تم اس کو اپنے ہاتھوں (تلواروں) سے نہ ہٹاؤ، بلکہ (اس سے نجات کے لیے) اللہ تعالیٰ سے فریاد اور گریہ زاری کو لازم پکڑو۔ اور مسلمانوں کے فاضلین اور ناصحین، مسلمانوں کے مابین فتنہ وفساد میں خروج کرنے اور جنگ میں حصہ لینے سے روکتے تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور سیدنا علی رحمہ اللہ بن حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے سوا دوسرے حضرات بھی یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حرۃ میں خروج کرنے سے روتے تھے اور جیسے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ، حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور ان کے سوا دیگر تابعین بھی (عبدالملک بن مروان کے خلاف) عبدالرحمٰن بن اشعث کے فتنے میں حصہ لینے سے روکتے تھے لہٰذا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اسناد سے ثابت حدیثوں کی وجہ سے اہل السنۃ کا مسلمانوں کے مابین فتنوں میں لڑائی میں حصہ نہ لینے پر اتفاق ہوگیا، اور وہ اس مسئلے کو اپنے عقائد میں بیان کرنے لگے اور حاکموں کے ظلم پر صبر کرنے اور ان سے لڑائی نہ کرنے کا حکم دینے لگے، اگرچہ اہل علم کی کثیر تعداد نے (مسلمانوں کے مابین) فتنے میں قتال میں حصہ لیا ہے...... اور اس مسئلے میں جو شخص، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے ثابت احادیث پر غور کرے گا اور اسے اصحابِ بصیرت کی طرح سمجھے گا تو وہ جان لے گا کہ اس مسئلے مین بیان شدہ نصوص نبویہ بہترین امور ہیں۔ اسی لیے جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف عراقیوں کے کثیر خطوط ارسال کرنے کی وجہ سے عراق کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم جیسے باکمال اہل علم و دین نے آپ کو نصیحت کی کہ وہ اس طرف نہ نکلیں اور ان کا غالب گمان یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ قتل کردیے جائیں گے اور وہ اس معاملے میں آپ کی نصیحت کا ارادہ کرنے والے اور آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اور مسلمانوں کے فائدے کی طلب رکھنے والے تھے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اصلاح کا حکم دیتے ہیں نہ کہ فساد کا، لیکن رائے اور سوچ کبھی درست ہوتی ہے اور کبھی غلط ہو جاتی ہے۔

پھر واضح ہوا کہ وہی کام ہوا جو انھوں نے کہا تھا اور خروج میں نہ دین کا مفاد ہوا نہ دنیا کا بلکہ (ان خطوط لکھنے والے) ظالموں نے سبط رسول رضی اللہ عنہ کو گھیر کر مظلومی کی حالت میں شہید کر دیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے خروج اور شہادت سے اتنا نقصان ہوا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اپنے شہر (مدینہ) میں بیٹھ جاتے تو اتنا نقصان نہ ہوتا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے جو حصول خیر اور دفع شرّ کا ارادہ کیا تھا اس سے کچھ حاصل نہ ہوا بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے خروج اور قتل سے شرّ بڑھ گئی اور خیر گھٹ گئی اور یہ اقدام عظیم شرّ کا سبب بن گیا اور شہادت حسین بھی، شہادت عثمان کی طرح فتنوں کا موجب بن گئی۔

یہ سب کچھ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حاکموں کے جبر پر صبر کرنے اور ان سے لڑائی ترک کرنے اور ان پر چڑھائی نہ کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ لوگوں کی زندگی اور انجام کے اعتبار سے موزوں ترین ہے اور جو کوئی عمداً یا خطأً اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کے فعل سے اصلاح حاصل نہ ہو گی بلکہ فساد ہو گا، یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ان الفاظ میں تعریف کی:

«اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَ سَیُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.»

”بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔“

اور آپ ﷺ نے فتنے میں لڑنے اور حاکموں پر خروج کرنے اور ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنے اور جماعت سے جدا ہونے والے کی تعریف نہیں کی۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ کی احادیث جو صحیح طور پر آپ ﷺ سے ثابت ہیں وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تمام کی تمام اسی بات پر دلالت کرتی ہیں...... اور یہ بیان کرتی ہیں کہ دونوں گروہوں کے درمیان صلح و صفائی ممدوح ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتے ہیں اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جو کام کیا وہ آپ رضی اللہ عنہ کے عظیم ترین فضائل و مناقب میں سے ہے جس پر حضرت نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ اگر قتال واجب یا مستحب ہوتا تو حضرت نبی کریم ﷺ واجب یا مستحب پر کسی کی تعریف نہ کرتے۔ اس لیے حضرت نبی کریم ﷺ نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں قتال کرنے پر کسی کی تعریف نہیں کی چہ جائے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں حَرّہ اور مکہ میں حصار ابن زبیر اور فتنہ ابن اشعث اور ابن مھلّب وغیرہ کے برپا کیے ہوئے فتنوں کی تعریف کرتے۔

لیکن آپ ﷺ سے متواتر احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اطاعت سے منحرف ہونے والے خوارج سے لڑائی لڑنے کا حکم دیا اور امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے حروراء سے اپنے اوپر خروج کے بعد نہروان میں ان سے جنگ کی، ان کے ساتھ جنگ کرنے میں حضرت رسولِ کریم ﷺ سے مستفیض احادیث مروی ہیں، اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ لڑی تو اس پر آپ رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جنگ کرنے والی حدیث بیان کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے قتال کرنے پر اتفاق کیا اور اسی طرح ان کے بعد والے اہل علم نے بھی، کیونکہ یہ قتال ان کے نزدیک جنگ جمل اور جنگ صفین وغیرہ کی طرح نہیں تھا جس کے بارے میں نہ نص ہے اور نہ اجماع اور نہ ہی ان میں حصہ لینے والے اخیار صحابہ کرام نے اپنے کردار کو پسند کیا بلکہ اس پر پشیمان ہوئے اور اس سے رجوع کیا۔

اور یہ حدیث ہمارے نبی محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بیان کیا سو کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جو بھی کی، اور آپ ﷺ نے جو بیان کیا اور جس کام کی تعریف کی وہ تیس سال سے زیادہ عرصہ بعد آپ کی پیش گوئی کے مطابق سرانجام پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بعینہٖ وہ حکمت ہے جسے شارع علیہ السلام نے حاکموں کے خلاف خروج ترک کرنے میں ملحوظ رکھا اور فتنے میں لڑائی بھڑائی سے کنارہ کشی کرنے کو مندوب قرار دیا اگرچہ اس میں حصہ لینے والے سمجھتے ہوں کہ ان کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ اور اس مقصد کی خاطر خارجیوں نے اہل قبلہ کے خلاف تلوار چلانی حلال قرار دی۔ یہاں تک کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں سے جنگ لڑی اور اسی طرح ان لوگوں سے موافقت رکھنے والے فقہاء اور معتزلی اور زیدی حضرات نے تلوار لے کر حاکموں کے خلاف خروج کیا جیسا کہ وہ لوگ جنھوں نے محمد (نفس زکیہ) بن عبداللہ بن حسن المثنیٰ اور اس کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن المثنیٰ کے ساتھ مل کر (ابوجعفر منصور عباسی ہاشمی کے خلاف) خروج کیا ان لوگوں میں سے متدیّن لوگ بسا اوقات دو وجوہات سے غلطی کرتے ہیں۔

ان دونوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہ جس کام کو دین سمجھتے ہیں وہ سرے سے دین ہی نہیں ہوتا جیسے خوارج وغیرہ بندگانِ نفس، کیونکہ وہ ایک رائے قائم کرتے ہیں جو غلط اور بدعت ہوتی ہے اور وہ اس پر لوگوں سے قتال کرتے ہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو ان کے مخالف ہوتے ہیں لہٰذا وہ اپنی رائے میں اپنے مخالفین کے ساتھ لڑنے میں یا ان کی تکفیر کرنے اور ان پر لعنت کرنے میں خطا کار ہوتے ہیں۔

اور یہ حال عام جہمیہ وغیرہم اہل ھواء (نفس پرستوں) کا ہے کہ وہ لوگوں کو اسماء اللہ الحسنٰی اور اس کی صفات علیا کے انکار کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کوئی کلام نہیں مگر وہ جو اس نے اپنے میں پیدا کیا اور اس طرح وہ (حشر کے دن اور جنت میں) دیکھا بھی نہ جا سکے گا اور جب بعض حکمران ان کی طرف مائل ہو گئے تو انھوں نے لوگوں کو آزمائش میں ڈال دیا چنانچہ جو ان کی رائے کی مخالفت کرتا اسے سزا دلواتے یا تو قتل کرواتے یا انھیں جیل میں ڈلواتے یا معزول کرواتے یا ان کی تنخواہیں بند کرواتے اور جہمیہ نے ایک سے زائد مرتبہ یہی کچھ کروایا لیکن اللہ ان پر اپنے مومنین کی نصرت کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روافض، خوارج سے بھی زیادہ شریر ہیں، جب یہ اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں تو کفار سے محبت و مودّت کرتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں اور مسلمانوں میں سے جو کوئی ان کی رائے سے موافقت نہ کرے اس سے عداوت رکھتے ہیں اور یہی حال ان لوگوں کا ہے جن میں بدعت کی کوئی نوع ہوتی ہے، خواہ وہ حلُولِیّین کی بدعات میں سے ہو، اور خواہ صفات کی نفی کرنے والوں یا ان کے اثبات میں غلوّ کرنے والوں کی بدعات میں سے ہو، آپ ان کو فاسد اعتقادات رکھنے والے اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دینے والے اور ان پر لعنت کرنے والے پائیں گے اور آپ اطاعت ائمہ سے نکلنے والے ان خارجیوں کو اہل السنۃ والجماعۃ کی تکفیر کرنے اور ان سے قتال کرنے والوں کے سرغنے پائیں گے۔

دوسری وجہ: جو لوگ اس رائے پر اعتقاد رکھتے ہوئے قتال کریں، جس کی طرف اہل السُّنَّۃ وَالجماعۃ کا مخالف دعوت دیتا ہے جیسا کہ جمل، صفّین، حَرَّہ اور جماجم اور ان کے سوا دیگر جنگوں میں حصہ لینے والوں نے قتال کیا تھا لیکن ان کا گمان یہ ہے کہ قتال سے مطلوبہ مفاد حاصل ہوگا تو وہ فائدہ قتال سے حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ خرابی پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے گی اور آخر میں وہ امر واضح ہو جائے گا جس کی شارع علیہ السلام نے نشان دہی کی تھی۔ اور یہ بات جاننے کے لائق ہے کہ ان فتنوں کے اسباب مشترک اور یکساں ہوتے ہیں اور دلوں پر خیالات وارد ہوتے ہیں جو دلوں کو حق کی معرفت اور اس کا قصد کرنے سے روک دیتے ہیں اس لیے وہ جاہلیت کی جگہ پر براجمان ہو جاتے ہیں اور جاہلیت میں حق کی معرفت اور اس کی نیت ہی نہیں ہوتی اور اسلام حق کی معرفت اور اس کی نیت کے لیے نافع علم اور صالح عمل لے کر آیا ہے پس اتفاقاً یہ ہوتا ہے کہ بعض حکمران ذاتی ترجیح کو اوّلیت دے کر ظلم کرتے ہیں اور نفوس اس کے ظلم پر صبر نہیں کرتیں اور نہ ہی ظلم سے بڑھ کر فساد کیے بغیر ظلم کو روکنا ممکن ہوتا ہے۔ لیکن انسان اپنے حق کو لینے کی محبت اور اپنے اوپر ظلم کے دفاع کی وجہ سے اس فساد عام کی طرف نہیں دیکھتا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے فعل سے جنم لیتا ہے۔

اور اسی وجہ سے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.» (صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ، رقم:۳۷۹۲، صحیح مسلم، بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ، رقم:۱۰۶۱)

''کہ تم میرے بعد عنقریب ذاتی مفاد کو مقدم پاؤ گے لہٰذا صبر کرنا حتی کہ حوضِ کوثر پر میری ملاقات کرو۔''

اسی طرح آپ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِي يُسْرِهِ وَ عُسْرِهِ وَمَنْشَطِهِ وَ مَكْرَهِهِ ، وَ أَثَرَةٍ عَلَيْهِ.»

''مسلمان شخص پر سمع و طاعت فرض ہے اس کی آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی اور اس کی خوشگواری میں بھی اور ناگواری میں بھی اور اس پر ترجیح میں بھی۔''

چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اوپر ترجیح پر صبر کریں اور اپنے امور کے مسئولین کی اطاعت کریں اگرچہ (وہ دوسروں کو) ان پر ترجیح دیں اور ان سے امارت کے منصب کے لیے جھگڑا نہ کریں۔ اور اپنے امور کے مسئولین پر خروج کرنے والوں کی کثیر تعداد نے یا اکثریت نے اس وجہ سے اپنے حاکموں کے خلاف خروج کیا کہ وہ ان پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے اور وہ اپنے اوپر ترجیح پر صبر نہ کر سکے اور لڑائی کرنے والا یہ سمجھ کر حاکموں سے لڑتا ہے کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے اور سب سے بڑی غرض جس نے اسے بغاوت پر اکسایا وہ منصب کا حصول تھا یا مال مطلوب تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَ إِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ﴾

(التوبة: ۵۸)

''اگر اس (مال) سے ان کو دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اگر اس سے کچھ نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔''

اور حضرت نبی کریم ﷺ سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

«ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.»

''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے......''

اور ان میں سے آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر بھی کیا جو کسی امام کی بیعت فقط دنیاوی مال کے حصول کے لیے کرتا ہے اگر وہ اس کو اس میں سے کچھ دے دے تو وہ خوش ہو جائے اگر وہ اس کو نہ دے تو وہ ناراض ہو جائے۔ اور آپ نے ان کی ذاتی ترجیح پر صبر کا حکم دیا ہے اور ان کے ظلم کے باوجود ان سے لڑائی جھگڑا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ فتنہ میں قتال سے پیدا ہونے والا فساد، حاکموں کے ظلم کے فساد سے عظیم تر ہوتا ہے اور دونوں فسادوں میں کم تر فساد، خروج کی بدولت بڑا فساد بن جاتا ہے اور جو شخص کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت سنت پر تدبّر کرے گا وہ اس ہیجان کو سمجھ جائے گا جو اس کے دل میں ہے۔'' (الخ)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایسی نفیس گفتگو کی ہے جو انصاف پسند مومن کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے لہٰذا جو شخص اس معصیت میں مبتلا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ جلدی سے درست بات کی طرف رجوع کرے اور اللہ سے توبہ کر کے اس گناہ کو بخشوا لے۔

بجائے اس بات کے کہ وہ اس کے ساتھ چمٹا رہے۔ واللہ المستعان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع فتاویٰ (ج:۴،ص:۵۰، طبع مصر) میں فرماتے ہیں: ہم پر لازم ہے کہ ہم مکمل طور پر اس چیز پر ایمان لائیں، جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اور ہم مکمل حق کا اقرار کریں اور ہماری کوئی خواہش نہ ہو اور ہم بغیر علم کے گفتگو نہ کریں بلکہ علم اور عدل کے راستوں پر چلیں، یہ ہے دراصل اتباع کتاب وسنت۔ جب کہ جس شخص نے حق کے کچھ حصے کو تھام لیا اور کچھ حصے کو ترک کر دیا تو یہ تفریق اور اختلاف کی جڑ بنا۔(الخ)

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المدخل'' (ص:۱۹۹، طبع کویت) میں لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ تو گزشتہ بزرگان دین کے آثار کو تھام لے اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں اور لوگوں کے نظریات اور آراء سے بچ اگرچہ وہ تیرے لیے قول کو خوش نما کریں کیونکہ حق شفاف ہو چکا ہے اور تو اس معاملے میں راہِ راست پر ہے۔

اس طرح امام اصبہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اَلْحُجَّة (ج:۱،ص:۱۰۲، طبع ریاض) میں صحیح سند سے آپ کا قول نقل کیا ہے، اپنے آپ کو سنت پر کاربند رکھ اور وہاں ٹھہر جا، جہاں اسلاف کرام ٹھہر گئے اور وہاں سے رُک جا، جہاں سے وہ رُک گئے اور اپنے سلف صالحین کے راستے پر چل، کیونکہ جو کچھ انھیں کافی ہو گیا تھا وہ تجھے بھی کافی ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ مسلمانوں کے حکمران کے خلاف ہتھیار اٹھانا اور اس کام میں شریک ہونا حرام ہے

۱۔ امام مسلم اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۱۴۸۰،طبع بیروت) میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَتَكُونُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِءَ، وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا، مَا صَلَّوْا.» (صحیح مسلم،بَابُ وُجُوبِ الْإِنْكَارِ عَلَى الْأُمَرَاءِ فِيمَا يُخَالِفُ الشَّرْعَ، وَتَرْكِ قِتَالِهِمْ مَا صَلَّوْا، وَنَحْوِ ذٰلِكَ ،رقم:١٨٥٤)

''عنقریب میرے بعد امیر ہوں گے تم ان کے کاموں کو اچھا بھی پاؤ گے اور برا بھی، جس شخص نے برے کام کو برا پہچان لیا وہ بری ہو گیا اور جس نے برے کام سے روکا وہ سلامت رہ گیا، اور لیکن گناہ گار وہ ہے جو برائی کو پسند کرنے لگا اور اس کی پیروی کرنے لگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا: کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔''

امام نووی رحمہ اللہ ''شرح صحیح مسلم'' (ج:۳،ص:۵۳۰،طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مستقبل کی خبروں کے بارے میں واضح معجزہ ہے کیونکہ جیسے آپ ﷺ نے بتایا ویسے ہی ہوا...... اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے اس منکر کو ناپسند کیا وہ اس کے گناہ اور اس کی سزا سے بری ہوگیا ، اور یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو نہ تو اپنے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ اپنی زبان سے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل سے برا سمجھے اور بری ہو جائے......

اور جو شخص منکر کو پہچان لے اور اس پر اس کام کا منکر ہونا مشتبہ نہ ہو تو اس کے لیے اس کے گناہ اور اس کی سزا سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ وہ اسے اپنی زبان یا اپنے ہاتھ سے اسے تبدیل کرے، اگر وہ اس سے عاجز ہو تو اسے اپنے دل سے برا جانے۔...... اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ جو شخص منکر کے ازالہ کرنے سے عاجز ہو وہ محض خاموش رہنے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہو گا بلکہ وہ اس پر راضی ہونے اور اسے دل سے برا نہ جاننے کی وجہ سے یا اس کی پیروی پر گناہ گار ہو گا۔...... خلفاء کے خلاف محض ظلم یا فسق کی وجہ سے خروج جائز نہیں جب تک کہ وہ اسلام کی بنیادوں میں سے کسی چیز کو نہ بدلیں۔ (الخ)

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۲۳، طبع ریاض) میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا »

''کہ جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ''فتح الباری شرح صحیح البخاری، (ج:۱۳،ص:۲۴، طبع ریاض) میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول «فَلَيْسَ مِنَّا» سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں یا وہ ہمارے طریقے پر چلنے والا نہیں کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی مدد کرے اور اس کی خاطر لڑے نہ کہ وہ اس کے قتل یا اس کو قتل کرنے کی نیت سے ہتھیار اٹھا کر اسے ہراساں کرے۔

امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ ''اَلسُّنَّة'' (ص:۷۸، طبع مدینہ منورہ) میں فرماتے ہیں کہ حاکم کے خلاف قتال کرنا اور اس کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ جبر بھی کرے۔...... اور حاکم کے خلاف قتال کرنا سنت نہیں کیونکہ اس کام میں دین اور دنیا کا بگاڑ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ امام مسلم رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج۳،ص:۱۴۸۱،طبع بیروت) میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ وُلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُونَهُ، فَاكْرِهُوا عَمَلَهُ، وَلَا تَنْزِعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ .» (صحيح مسلم ،بَابُ خِيَارِ الْأَئِمَّةِ وَشِرَارِهِمْ ،رقم:۱۸۵۵)

''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تم ان کے لیے دعا کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں اور تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں، کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کے ساتھ تلوار سے لڑائی نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں جب تک وہ تم میں نماز قائم کریں ، اور جب تم اپنے حاکموں میں کوئی ناپسند عمل دیکھو تو ان کے عمل کو برا سمجھو اور ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔''

امام ابن علان رحمہ اللہ ''دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین'' (ج:۱، ص:۴۲۳، طبع بیروت) میں آپ ﷺ کے قول لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوة کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان کے ساتھ ان کے نماز کے قیام کی مدت تک لڑائی سے روک دیا گیا ہے کیونکہ نماز، اسلام کا عنوان (سرنامہ) ہے اور یہ آدمی کے کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی ہے (اور لڑائی سے روکنے کا حکم، فتنوں کے بھڑکنے اور کلمے کے اختلاف وغیرہ سے بچنے کے لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ عمل (قتال) ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برے کام اور اس کی مضرت سے زیادہ برا کام ہے۔ (الخ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث یاد رکھے ہوئے تھے جن میں بنو اُمیّہ کے بعض ظالم امراء کے ناموں کا بھی ذکر تھا لیکن اس کے باوجود انھوں نے وہ احادیث بیان نہیں کیں اور نہ ہی مسلمانوں کو ان کے خلاف ہتھیار اٹھانے اور ان کے خلاف خروج کرنے کی دعوت دی کیونکہ ان کے پیش نظر معصیت الٰہی کے سوا ظالم حاکموں کی اطاعت کے وجوب کا اصول تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کی تصریح کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' (ج:۱،ص:۲۱۶) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو تھیلے یاد کیے ان میں سے ایک کو تو میں نے پھیلا دیا ہے جب کہ دوسرے کو پھیلاؤں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ''فتح الباری، شرح صحیح البخاری'' (ج:۱،ص:۲۱۶، طبع ریاض) میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس تھیلے کو جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پھیلایا ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں برے امیروں کے نام اور ان کے احوال اور ان کے دور کا بیان تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات ان میں سے بعض کی طرف کنایہ کر دیتے تھے اور اپنی جان کے خوف سے ان کی تصریح نہیں کرتے تھے۔ مثلاً آپ کا قول أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ رَأْسِ السِّتِّيْنَ وَ إِمَارَةِ الصِّبْيَانِ کہ میں ساٹھویں دھائی کی ابتداء اور بچوں کی امارت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے تھے کیونکہ وہ سن ساٹھ ہجری میں قائم ہوئی تھی اور اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول کر لی اور آپ اس سے ایک سال قبل وفات پا گئے۔ (الخ)

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۱۳،ص:۱، طبع ریاض) میں عمرو بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: مجھے میرے دادا نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے ساتھ مروان بن حکم بھی تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اَلصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ .» (صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ، رقم:۷۰۵۸)

''کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔''

مروان نے کہا: ان پر اللہ کی لعنت ہو، نوجوان ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں چاہوں تو کہہ دوں کہ وہ فلاں کے بیٹے ہیں اور وہ فلاں کے بیٹے ہیں تو کہہ سکتا ہوں۔

عمرو بن یحییٰ نے کہا: میں اپنے دادا کے ساتھ بنو مروان کی طرف نکلتا تھا جب وہ شام کے حاکم بنے، جب وہ انھیں نوخیز جوان دیکھتا تو ہمیں کہتا: ممکن ہے کہ یہ ان میں سے ہوں۔ ہم نے کہا: آپ زیادہ جانتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری'' (ج:۱۳،ص:۱۰،طبع ریاض) میں لکھتے ہیں: اور جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مذکورین ان کی جماعت سے ہیں اور ان میں سے پہلا نوجوان یزید تھا (جو ۳۴ سال کی عمر میں خلیفہ بنا اور اڑتیس سال کی عمر میں فوت ہوا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول رَأْسِ السِّتِّيْنَ وَ اَمَارَةُ الصِّبْيَان (۶۰ ہجری کی ابتداء اور بچوں کی امارت) اس پر دلالت کرتا ہے...... اور اس حدیث میں سلطان کے خلاف لڑائی نہ کرنے کی دلیل ہے اگرچہ وہ ظلم بھی کرے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اور ان کے آباء کے نام بھی بتائے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف خروج کا حکم نہیں دیا تھا باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ امت کی ہلاکت ان کے ہاتھوں پر ہوگی کیونکہ ان کے خلاف خروج میں ہلاکت اور نسلوں کی جڑ کٹنا ان اطاعت میں ہلاکت سے زیادہ شدید ہے۔ اس لیے آپ نے دونوں خرابیوں میں سے خفیف خرابی اور دونوں کاموں میں سے آسان کام کو پسند کیا۔ (الخ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حاکموں کے جبر واستبداد پر صبر کو واجب سمجھتے تھے اور ان کے خلاف خروج (بغاوت) سے روکتے تھے کیونکہ خروج سے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق اور ان کی خونریزی اور فتنے کا پھیلاؤ اور آپس میں افراتفری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' (ج:۱۳،ص:۲۰،طبع ریاض) میں اسی چیز کو زبیر بن عدی سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنے ساتھ حجاج بن یوسف کے سلوک کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صبر کرو کیونکہ تم پر کوئی دور نہیں آئے گا مگر اس کے بعد والا دور اس سے بھی زیادہ بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب کی ملاقات کرو، میں نے یہ بات تمہارے نبی علیہ السلام سے سنی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں سے تھے جو ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ظلم کے باوجود اس کی بیعت کی تھی اور آپ خلافت کے موروثی ہو جانے پر راضی ہو گئے تھے۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت اپنے بیٹے یزید کی طرف منتقل کر دی تھی۔

اس بیعت کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''البدایہ والنہایہ'' (ج:۸،ص:۱۵۱، مطبوعہ مکتبہ المعارف بیروت) میں لکھتے ہیں کہ جب ۶۰ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو یزید کی بیعت خلافت کی گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے اس کی بیعت کر لی اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت اور فتنہ ٹالنے اور مسلمانوں کی جمعیت کی خاطر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۱۳،ص:۶۱،طبع ریاض) میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَ سَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .» (صحیح البخاری،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،رقم:۲۷۰٤)

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گروہوں کے درمیان صلح کرادے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح الباری'' (ج:۱۳،ص:۶۶،طبع ریاض) میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کریمانہ وصف کا بیان ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حکمرانی کو قلت (افواج) ، ذلت (عاجزی)، عِلّت (بیماری) کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے بدلے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے چھوڑا، آپ رضی اللہ عنہ نے دین کے معاملے اور امت کے مفاد کا خیال رکھا۔

ڈاکٹر محمد ھنادی اپنی کتاب ''فقه التعامل مع الحاكم'' (ص:٤٣، طبع دارعکاظ) میں لکھتے ہیں۔ میں نے گزشتہ صفحات میں صحیح طور پر ثابت نصوص اور آثار سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل بیان کیا ہے اس سے ہمارے لیے واضح ہو گیا کہ ہمارے لیے جابر حاکم کے خلاف ہتھیار وغیرہ اٹھانا جائز نہیں خواہ اس کا جبر کتنا ہی کیوں نہ ہو۔ اور صحیح راستہ یہی ہے کہ اس کے ظلم پر صبر کیا جائے اور اس کا بدلہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے اور جس فرد یا جماعت نے اس کے خلاف کیا اس نے صحابہ کے طریقے اور سنت کی خلاف ورزی کی اور وہ فتنہ برپا کرنے اور خون ریزی کا سبب بنا۔

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ ''شرح صحیح مسلم'' (ج:۱۲،ص:۲۲۹، طبع دارالفکر بیروت) میں فرماتے ہیں کہ حکام المسلمین کے خلاف خروج کرنا اور ان سے قتال کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے اگرچہ وہ فاسق اور ظالم بھی ہوں اور جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کے معنیٰ اور مفہوم پر واضح احادیث دلالت کرتی ہیں اور اہل السنۃ نے اس مسئلے پر اجماع کیا ہے کہ سلطان کو اس کے فسق کی وجہ سے معزول نہیں کیا جا سکتا اور اس کو معزول نہ کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے کی وجہ فتنے اور خون ریزی اور آپس میں فساد کا رونما ہونا ہے جو اس کے نتیجے میں برپا ہوگا اور اس کو معزول کرنے کی خرابی اس کو برقرار رکھنے کی خرابی سے زیادہ ہوگی۔ (الخ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسویں فصل:

مسلمانوں کے حکام کو کام سے روکنے اور ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے اور جماعت کو فرقوں میں تقسیم کرنے والوں کی سزا کے دلائل

حاکم کو کام سے روکنے یا اس کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کئی صورتیں ہیں اور اس کی بعض صورتیں بعض صورتوں سے شدید تر ہیں اور اس طرح اس کے خلاف رعایا کو اکسانے کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ لہٰذا جب کوئی آدمی (اسلامی ریاست کی رعایا کو) عدم تعاون کی دعوت دے اور اسے حکومت کے خلاف اکسائے تو حاکم کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کے جرم کے مطابق اس کو سزا دے، اسے مارے یا قید کرے یا جلا وطن کرے یا اسے قتل کرے کیونکہ حاکم کے احکام کے آگے رکاوٹیں کھڑی کرنا یا لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکانا خروج کے ابتدائی مراحل میں سے ہے اور خروج شنیع اور بھیانک جرائم میں سے ہے اور جو کام اس نوبت تک پہنچا دے اس کی سزا بھی خروج کی سزا جیسی ہے۔

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۱۴۷۹، طبع بیروت) میں حضرت عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ، أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ، فَاقْتُلُوهُ وَ فِي رِوَايَةٍ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ.» (صحيح مسلم، بَابُ حُكْمِ مَنْ فَرَّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ مُجْتَمِعٌ، رقم:۱۸۵۲)

''کوئی تمہارے پاس آئے اور تمہارا ایک امیر پر اتفاق ہو چکا ہو، اور وہ تم میں پھوٹ ڈالنے کا ارادہ کرے اور تمہاری جمعیت کو پارا پارا کرے تو اس کو قتل کر دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسے تلوار سے مار ڈالو خواہ وہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی ہو۔"

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم (ج:۱۲،ص:۲۴۱، مطبوع دارالفکر بیروت) میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس آدمی کے ساتھ قتال کرنے کا حکم ہے جو حاکم کے خلاف خروج کرے یا مسلمانوں کے اتفاق کو پارا پارا کرنے کا ارادہ کرے اور اس طرح کے اقدامات کرے۔ ایسا کرنے والے کو روکا جائے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کی جائے، اگر اس کی شرّ اس کے قتل کے بغیر نہ رکے تو اس کو قتل کردیا جائے اور اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ آپ ﷺ کے قول "فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ" اور دوسری روایت کے مطابق "فَاقْتُلُوْهُ" کا معنی یہ ہے کہ جب اس کے بغیر اس کی شرّ نہ رُکے تو اسے قتل کردو۔ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے حجر بن عدی کو قتل کرادیا تھا کہ وہ کوفیوں کو حکومت کے برخلاف اکسانے پر بضد تھا اور خارجیوں سے زیادہ عبادت گزار تھا اور حاکم وقت کے خلاف علانیۃً بدگوئی کرتا تھا) اور آپ ﷺ کے قول "يُرِيْدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ" کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہاری جمعیت کو اس طرح پھاڑے جس طرح لاٹھی کو درمیان سے پھاڑا جاتا ہے۔ باہمی پھوٹ ڈالنے اور دلوں کو باہم متنفر کرنے والے کے گھناؤنے فعل کو ان لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ اپنی صحیح (ج:۳،ص:۱۴۷۷، طبع بیروت) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً .» (صحيح مسلم،بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر،رقم:۱۸۴۸)

"جو مسلمانوں کے حاکم کی اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو گیا پھر وہ مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

۳ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی "صحیح" (ج:۱۳،ص:۵، طبع ریاض) میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا، فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا، فَمَاتَ عَلَيْهِ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.» (صحيح البخاري، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا، رقم: ٧٠٥٤، صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، رقم: ١٨٤٩)

''جو شخص اپنے امیر سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو اسے اس پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر جدا ہوا اور وہ مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ''فتح الباری'' (ج:۱۳، ص:۷، طبع ریاض) میں ابن جمرہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا: مفارقت (علیحدگی) سے مراد اس بیعت کو توڑنے کی جدوجہد کرنا ہے جو اس امیر کو حاصل ہوئی اگرچہ وہ ادنیٰ چیز سے بھی ہو۔ آپ ﷺ نے بالشت کی مقدار کا کنایہ بیان کیا کیونکہ اس میں اتنی بھی علیحدگی ناحق خون ریزی تک پہنچا دے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً کی مراد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی موت اہل جاہلیت کی موت کی طرح گمراہی پر ہو گی۔ کیونکہ اہل جاہلیت کا کوئی صاحب اطاعت حاکم پر نہ ہوتا تھا اور وہ اس چیز کو جانتے بھی نہ تھے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ کافر ہو کر مرے گا بلکہ وہ گناہ گار ہو کر مرے گا۔

حاکموں کے خلاف فتنے بھڑکانا جائز نہیں کیونکہ وہ امت پر خیر نہیں لاتے اور اس سلسلے میں احادیث نبویہ متواتر ہیں۔ امام ابن علّان رحمہ اللہ ''دَلِيلُ الفَالِحِينَ لِطرق رياض الصَّالِحِينَ'' (ج:۱، ص:۲۴۳، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ مقدور پر صبر کرنا، اور شیریں اور کڑوی قضا پر راضی رہنا اور رب علیم و حکیم کی مراد کو تسلیم کرنا مطلوب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام خطابی رحمہ اللہ معالم السنن (ج:۷،ص:۱۴۸،طبع بیروت) میں فرماتے ہیں جو جماعت کی اطاعت سے نکل گیا اور متفق علیہ امر میں اس سے علیحدہ ہو گیا وہ بھٹک گیا اور ہلاک ہو گیا۔

امام نووی شرح صحیح مسلم (ج:۱۱،ص:۱۶۵، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ علماء نے جماعت سے بدعت یا بغاوت وغیرہ کے لیے علیحدہ ہونے والے کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جیسے کہ خوارج ہیں۔

امام محمد بن علی شوکانی یمانی رحمہ اللہ "حدائق الازھار" کے قول ("وَ يُؤَدَّبُ مَنْ يُثَبِّطُ عَنْهُ أَوْ يُنْفَى، وَ مَنْ عَادَاهُ فَبِقَلْبِهِ : مُخْطِئٌ، وَ بِلِسَانِهِ : فَاسِقٌ، وَ بِيَدِهِ مُحَارِبٌ" کہ جو آدمی اس کی بیعت کا عمل مکمل ہونے میں رکاوٹ ڈالے اسے سزا دی جائے یا اسے جلا وطن کر دیا جائے کیونکہ وہ اپنے دل کے اعتبار سے خطا کار ہے اور اپنی زبان کے اعتبار سے فاسق ہے اور اپنے ہاتھوں کے اعتبار سے وہ باغی اور لٹیرا ہے) پر اپنی کتاب "اَلسَّيْلُ الْجَرَّار" (ج:۴،ص:۵۱۴،طبع بیروت) میں فرماتے ہیں:

> "حدائق الازھار کے مصنف کے قول وَ يُؤَدَّبُ مَنْ يُثَبِّطُ عَنْهُ کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو اس (عمل بیعت) میں رکاوٹ ڈالنے سے روکنا واجب ہے اگر وہ رک جائے تو فبہا ورنہ وہ سخت سزا کا مستحق ہے جو اس کے اور اس کی رکاوٹوں کی کوشش کے درمیان حائل ہو جائے، قید کر دیا جائے یا اس کے علاوہ کوئی سزا دی جائے کیونکہ وہ عظیم گناہ کا مرتکب ہے اور ایسے فتنے کو برپا کرنے میں کوشاں ہے جس سے خون ریزی ہوتی ہے اور حرمتیں پامال ہوتی ہیں اور امام کی اطاعت سے ہاتھ سے کھینچنے میں تَثْبِيْط (رکاوٹ) ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
>
> «مَنْ نَزَعَ يَدَهُ مِنْ طَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُجَّةٌ، وَمَنْ مَاتَ مُفَارِقًا لِلْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُ يَمُوتُ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً .»(مسند احمد:۵۷۵۶،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنة لابن ابی عاصم،بَابٌ فِي ذِكْرِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، رقم:۱۰۷۵)

’’جس مسلمان نے حاکم کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس اپنے فعل کی کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو جماعت سے علیحدگی کی حالت میں مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔‘‘

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ ’’شرح مسلم‘‘ (ج:۱۲،ص:۲۴۰،طبع بیروت) میں آپ ﷺ کے فرمان ’’مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ‘‘ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے پاس اپنے فعل کے لیے کوئی دلیل نہ ہوگی اور نہ کوئی ایسا عذر ہوگا جو اسے نفع دے۔

امام ابن عبد البرّ اندلسی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’اَلتَّمْهِيْد‘‘ (ج:۲۱،ص:۲۸۲،طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں مرفوع آثار تمام کے تمام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کرنا اور مسلمانوں کی لاٹھی (جمعیت) کو پھاڑنا اور جس حاکم پر امت اکٹھی ہوچکی ہے اس کو تسلیم نہ کرنا، ایسا جرم ہے جو خون کو رائیگاں اور مباح کردیتا ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس سے قتال کو واجب کردیتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

« أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ .» (صحيح مسلم،بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ،رقم:۲۱)

’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں، جب انھوں نے اس کا اقرار کرلیا تو انھوں نے اپنے خون اور اموال بچا لیے مگر اس کے حق کے تحت اور ان کا حساب اللہ پر ہے، لہٰذا جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیا، اس کا خون حرام ہوگیا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس قول کے قائل سے کہا جائے گا، اگر آپ اس حدیث میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرمان "اِلَّا بِحَقِّهَا" پر غور کرتے تو آپ پہچان لیتے کہ یہ اس خیال کے برخلاف ہے جو آپ کے ذہن میں آیا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے حضرت عمر کے خیال کو ردّ کردیا تھا جو اس حدیث کی وجہ سے ان کے ذہن میں پیدا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مِنْ حَقِّهَا الزَّكٰوة" کہ اسلام کے حقوق میں زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی مراد سمجھ گئے اور انھوں نے اس طرف رجوع کرلیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اجماع کرلیا اور مانعین زکوٰۃ سے ایسے ہی جنگ کی جیسے مرتدین سے کی تھی اور بعض نے ان کا نام مرتدین بوُسعت رکھا کیونکہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مرتد ہو گئے تھے۔

ان مانعین زکوٰۃ کے بارے میں معلوم ہے کہ انھوں نے کہا تھا ہم نے اپنا دین ترک نہیں کیا لیکن اپنے اموال پر ہم نے حرص کی۔ تو جس طرح تمام صحابہ کے نزدیک زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کی وجہ سے ان سے قتال جائز تھا اور یہ بات ان کے نزدیک حضرت نبی علیہ السلام کے فرمان "اِلَّا بِحَقِّهَا" میں داخل تھی، اس طرح وہ شخص بھی اس میں شامل ہے جو مسلمانوں کی لاٹھی (جمعیت) کو پھاڑے اور ان کی جماعت کے امام کی نافرمانی کرے اور ان کے کلمے کے درمیان تفریق پیدا کرے، کیونکہ اللہ کے دین کو ماننے والے مسلمانوں کو اکٹھا کرنا، ان کے مخالف کافروں کے مقابلے میں فرض اور واجب ہے یہاں تک کہ ان کی دعوت ایک ہو جائے اور ان کی جماعت ناقابل تقسیم ہو جائے۔

اور کلمے کے جو حقوق جنگ کرنے اور کشت وخون کو واجب قرار دیتے ہیں ان میں سے زمین میں فساد پھیلانا، ناحق قتل کرنا، کسی کے اہل وعیال پر ہاتھ ڈالنا اور مال کو لوٹنا اور حاکم کے برخلاف بغاوت کرنا اور اس کے حکم پر عمل درآمد نہ کرنا یہ سب کچھ آپ ﷺ کے قول "اِلَّا بِحَقِّهَا" میں داخل ہے (بالکل) ایسے ہی جیسے شادی شدہ زانی اور ناحق قتل کرنے والا اور اپنے دین (اسلام) سے مرتد ہونے والا اس میں داخل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ حاکم وقت کی بیعت واجب ہے اور جو شخص مطاع حاکم کی اطاعت سے نکل کر مرا تو وہ جاہلیت کی موت مرا

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ''مسند'' (ج:۳،ص:۹۶،طبع بیروت) میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَ لَیْسَ لَهٗ اِمَامٌ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً.»

''جو فوت ہوا اور اس کا کوئی حاکم نہ تھا وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

یہ حدیث نبوی بیعت کے وجوب اور حاکم کی اطاعت پر دلالت کرتی ہے۔ امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلسُّنَّة" (ص:۷۷، طبع مدينة النبوية) میں فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے اجماع اور ان کی رضا مندی سے منصب خلافت پر فائز ہو گیا وہ امیر المومنین بن گیا، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایک رات بھی ایسی گزارے کہ اس پر کوئی نیک یا فاجر حاکم نہ ہو۔ امام احمد بن حنبل کا یہی فرمان ہے۔

امام ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ ، ابن خیاط رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت بادل نخواستہ تھی ورنہ یزید کی حضرت عبد اللہ بن عمر کے مقابلے میں کیا حیثیت تھی۔ لیکن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دین اور اپنے علم کی بنا پر اللہ کے امر کو تسلیم کرنے اور فتنے کا سامنا کرنے سے بچنے کے لیے بیعت کی کیونکہ فتنے میں مالوں اور جانوں کا نا قابل دیدنی ضیاع ہوتا ہے لہٰذا اگر یزید کی بیعت توڑنے سے یہ بات یقینی بھی ہوتی ہے کہ معاملہ اپنے نصاب میں لوٹ آئے گا (تو بھی اس میں عظیم فتنے کا سامان درپیش تھا) لیکن جب نتیجے کا علم بھی نہ ہو تو بیعت کا توڑنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ یہ عظیم اصول ہے، اسے سمجھو اور اس کو لازم پکڑو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان شاء اللہ تم رشد و ہدایت پر رہو گے۔ دیکھئے الاعتصام، للشاطبی، ج:٢، ص: ٦٢٧، طبع دار ابن عفان الخبر۔

امام احمد البنّاؒ نے اس مسئلہ پر باب کا عنوان مقرر کیا ہے اور لکھا ہے: "وُجُوْبُ الْبَيْعَةِ وَ لُزُوْمِهَا وَ عَدَمِ التَّخَلِّيْ عَنْهَا" کہ بیعت کرنا اور اس پر قائم رہنا اور اس سے جدا نہ ہونا واجب ہے۔ اور اسی بات پر امام مسلمؒ کی وہ روایت دلالت کرتی ہے جو انھوں نے اپنی "صحیح" (ج:١٢،ص:٢٤٠، مع شرح امام نووی طبع دارالفکر بیروت) کتاب الامارۃ میں بیان کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یزید بن معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں حرّہ کی جگہ پر جنگ سے پہلے عبداللہ بن مطیعؒ کے پاس آئے، عبداللہ بن مطیع (عدوی قریشی) نے کہا: ابوعبدالرحمٰن کے لیے گاؤ تکیہ لاؤ۔ آپؓ نے فرمایا: میں تیرے پاس اس لیے نہیں آیا کہ میں تیرے پاس بیٹھوں، میں تو اس لیے آیا ہوں کہ میں تیرے سامنے وہ حدیث بیان کروں جو میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

« مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً. » (صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، رقم:١٨٥١)

"جس نے اطاعت امیر سے ہاتھ چھڑوا لیا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی امیر کی بیعت نہ تھی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

٢۔ امام عبدالرزاق صنعانی اپنی کتاب "اَلْمُصَنَّف" (ج:١١،ص:٣٣٩،طبع بیروت) میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا:

« مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ شِبْرًا فَمَاتَ فَمِيتَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ. »

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص اطاعت سے ایک بالشت بھر نکلا پھر وہ (اسی حال میں) مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوئی۔"

ہمارے شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کے ذمہ داران حکّام سمجھے جائیں گے ہماری گردنوں میں ان کی سمع و طاعت کی بیعت ہے خوش گواری میں بھی اور ناخوشگواری میں بھی، تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی۔ اور یہ کہ ہم ان سے حکومت نہ چھینیں جب تک کہ ہم ان میں واضح کفر نہ دیکھیں جس کے ثبوت میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو، حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول سنت میں ایسے ہی آیا ہے کہ ہم ان سے حکومت نہ چھینیں۔

لیکن ہم یہ نہیں کہتے وہ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں اور غلطیوں سے معصوم ہیں وہ بھی دوسروں کی طرح بشر ہیں، وہ غلط کام بھی کرتے ہیں اور درست کام بھی کرتے ہیں۔ علی سبیل المثال وہ ہم میں سے کسی کی خاموشی کو مناسب سمجھیں اور کہیں تم گفتگو نہ کرو تو میں گفتگو نہیں کروں گا۔ کس لیے؟

اس لیے کہ حق کو بیان کرنا فرض کفایہ ہے جو زید اور عمرو پر مقتصر نہیں ہے اگر ہم حق بات کو خاص شخص سے منتھی کر دیں تو اس کے مرنے سے حق بھی مر جائے گا اور حق، اشخاص کے ساتھ لٹکا ہوا نہیں ہے۔

اور ہمارے لیے اس مسئلے میں اسوۃ بھی ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے جنبی کو تیمم کرنے کا حکم دیا ہے اور حضرت عمر بن خطاب کا یہ موقف نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا حدیث ہے جو تو حضرت نبی کریم ﷺ کے حوالے سے لوگوں کو سناتا ہے؟ یعنی "جب جنبی کو پانی نہ ملے یا وہ شدید سردی سے ڈرنے تو وہ تیمم کرے۔"

آپ نے کہا: کیا تم اس وقت کو یاد نہیں کرتے جب حضرت رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور تجھے کسی کام کے سلسلے میں بھیجا اور میں جنبی ہو گیا اور میں مٹی میں لیٹا جیسے (اونٹ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھوڑے جیسا) چوپایہ لیٹتا ہے اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور آپ کو اس فعل کی خبر دی تو آپ ﷺ فرمایا تھا تجھے اس قدر ہی کافی تھا کہ تو اپنے ہاتھوں کو ایسے کرتا اور آپ ﷺ نے تیمّم کا طریقہ بیان کیا؟ لیکن اے امیر المومنین! اس بنا پر کہ اللہ نے مجھ پر آپ کی اطاعت واجب کی ہے اگر آپ چاہیں کہ میں اس حدیث کو بیان نہ کروں تو میں اسے بیان نہ کروں گا۔

اللہ اکبر! جلیل القدر صحابہ حضرت نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کرنے سے رُک رہے ہیں، کس کے حکم سے؟ اس خلیفہ کے حکم سے جس کی اطاعت واجب ہے۔

لہٰذا اگر ولی الامر (حاکم وقت) مناسب سمجھے کہ ابن عثیمین یا ابن باز یا فلاں، فلاں کی کیسٹیں نہ سنائی جائیں تو اس کام سے رک جانا چاہیے اور جب ہم اس طرح کے اقدامات کو لوگوں کو بھڑکانے کا راستہ بنالیں ...... اور دلوں کو حاکموں کے خلاف نفرت کا ذریعہ بنالیں تو میرے بھائیو! اللہ کی قسم! یہ ان بنیادوں میں سے ہے، جن سے لوگوں کے درمیان فتنہ برپا ہوتا ہے۔(دیکھئے کتاب علماء السعودية يؤكِّدُوْنَ على الجماعة، ووجوب السمع والطاعة لولاة الامر، ص:۷، ۸)

اور حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ "البداية والنهاية"(ج:۸،ص:۲۳۳، طبع مکتبۃ المعارف بیروت) میں بیان کرتے ہیں کہ جب اہل مدینہ، (دمشق میں) امیر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس لوٹے تو عبداللہ بن مطیع (عدوی) اور ان کے ساتھی، حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ ابن الحنفیۃ رحمہ اللہ کی طرف گئے اور انھیں امیر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کا مشورہ دیا۔ آپ رحمہ اللہ نے انکار کردیا۔

عبداللہ بن مطیع نے کہا: یزید شراب پیتا ہے اور نماز ترک کردیتا ہے اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے ان سے کہا جو کچھ تم بیان کرتے ہو، میں نے ان میں سے اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھا، میں وہاں موجود رہا اور اس کے پاس مقیم رہا میں نے اسے نماز کا پابند اور خیر و بھلائی کا متلاشی پایا ہے وہ فقہی مسائل پوچھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سنت کی پابندی کرتا ہے۔

انھوں نے کہا وہ تو آپ کو دکھانے کے لیے کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: وہ مجھ سے کیسے ڈرا یا، مجھ سے امید رکھی یہاں تک کہ وہ میرے سامنے خشوع کا اظہار کرتا، کیا اس نے تم کو تمہاری بیان کردہ مے نوشی پر مطلع کیا تھا؟ اگر اس نے تمھیں مطلع کر کے اس کا ارتکاب کیا تھا تو تم بھی اس کے فعل میں شریک ہوئے، اگر اس نے تم کو مطلع نہیں کیا تو تمہارے لیے کیونکر جائز ہے کہ تم اس کام کی شہادت دو جس کا تمھیں علم ہی نہیں۔

انھوں نے کہا: اگرچہ ہم نے اسے یہ کام کرتے نہیں دیکھا لیکن یہ ہمارے نزدیک سچ اور حق ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے اس طرح کے اہل شہادت کی گواہی کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اس کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (الزخرف: ۸۶) ''مگر وہ جو حق کی گواہی دیں اور وہ اس کا علم بھی رکھتے ہیں۔'' اور میں تمہارے معاملے میں ذرہ برابر بھی شریک نہ ہوں گا۔ (الخ) (یاد رہے کہ آپ اپنے باپ سیدنا علی بن ابی طالب کی طرح بڑے بہادر اور شہ زور تھے اور جنگ جمل اور صفین میں اپنی بہادری کا لوہا منوا چکے تھے)

شیخ عبدالسلام بن برجس حفظہ اللہ اپنی کتاب "معاملة الحكّام فی ضَوءِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّة" (ص: ۳٤، طبع دارالسلف ریاض) میں بیان کرتے ہیں کہ اضطراری حالت میں متعدد ائمہ کی امامت بھی جائز ہے اور ہر مملکت کے سربراہ کے بارے میں اطاعت بالمعروف کا وہی حکم ہوگا جو امام اعظم کا ہوگا اور اس کی بیعت اور اطاعت واجب ہوگی اور جو شخص اضطرار اور اختیار کی حالتوں کے درمیان فرق نہیں کرتا وہ معقول اور منقول سے جاہل ہے۔

مجدّد دعوت التوحید والسنہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر مذہب کے ائمہ اس مسئلے پر متفق ہیں کہ جو شخص ایک ملک یا کئی ممالک پر غلبہ حاصل کرلے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام چیزوں کے بارے میں اس کا حکم، امام کا حکم ہی سمجھا جائے گا اگر یہ بات نہ ہوتو دنیا راست روی پر قائم نہیں رہ سکتی، کیونکہ لوگ ، امام احمد بن حنبل کے وقت سے لے کر ہمارے آج کے دن تک ایک امام پر اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ ہی وہ علماء میں سے کسی عالم کے بارے میں جانتے ہیں کہ اس نے یہ بیان کیا ہو کہ امام اعظم کے بغیر کسی کے احکام صحیح نہیں ۔(بحوالہ مذکورہ)

علامہ صنعانی یمانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "سُبُلُ السَّلَام" (ج:۳،ص:۴۹۹،طبع جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث "مَنْ خَرَجَ عَنِ الطَّاعَةِ وَ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَ مَاتَ فَمِيْمَتَتُهُ مِيْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ" (صحیح مسلم، رقم:۱۸۵۹) کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "عَنِ الطَّاعَةِ" کا مفہوم اس خلیفہ کی اطاعت ہے جس پر اجماع ہو چکا ہو، گویا ہر وہ خلیفہ مراد ہے جو مسلمان ممالک میں سے کسی بھی ملک کا حکمران ہو، کیونکہ عباسی ہاشمیوں کے دورِ خلافت سے اسلامی ممالک کے لوگ کسی ایک خلیفہ پر متفق نہیں ہوئے بلکہ ہر صوبے کے لوگ اپنے اپنے خود مختار حکمرانوں کے ماتحت رہے اگر اس حدیث کو اس خلیفہ کے متعلق مخصوص کردیا جائے جس پر تمام اہل اسلام متفق ہوں تو اس کا فائدہ قلیل ہو جائے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "وَ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ" سے مراد اس جماعت سے جدا ہونا ہے جو ایک ایسے امام کی اطاعت اکٹھی ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ان کی شیرازہ بندی ہو چکی ہے اور اس کی وجہ سے ان کی جمعیت بن چکی ہے اور اس نے ان کو ان کے دشمنوں سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

امام محمد بن علی شوکانی یمانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلسَّيْلُ الجَرَّار" (ج:۴،ص:۵۱۲،طبع بیروت) میں صاحبِ حدائق الازھار کے قول "وَلَا يُصِحُّ اِمَامَان" کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اسلام کے پھیل جانے اور اس کی حدود وسیع ہو جانے اور اس کے گوشوں کے دور دور ہو جانے کے بعد معلوم ہے کہ ہر صوبے یا صوبوں میں کسی نہ کسی امام یا سلطان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف ولایت منتقل ہوگئی، ایک صوبے میں کوئی سلطان ہے تو دوسرے میں کوئی اور سلطان ہے(اور دونوں کے درمیان مشرق بعید سے مغرب بعید تک کا فاصلہ ہے) اور اس کا امر و نہی، دوسرے صوبے تک جو اس کی ولایت کی طرف لوٹ چکا ہے، منعقد ہی نہیں ہوتا۔

اس بنا پر متعدد ائمہ اور سلاطین کے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ان میں سے جس حاکم کا جس خطے میں امر و نہی نافذ ہوتا ہے اس کی بیعت کے بعد وہاں کے لوگوں پر اس کی اطاعت واجب ہے اور اسی طرح دوسرے خطے کے لوگوں پر ان کے حاکم کی اطاعت بھی فرض ہے۔

اور جس خطے میں اس کی ولایت قائم ہے اور وہاں کے لوگوں نے اس کی بیعت کی ہوئی ہے تو کوئی طالع آزما اس سے ولایت چھیننے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

اور دوسرے خطے میں رہنے والوں پر اس کی اطاعت واجب نہیں اور دور ہونے کی وجہ سے ان کا اس کی ولایت میں داخل ہونا بھی ممکن نہیں کیونکہ دوسرے (برّ اعظم) کے خطے والوں کو اس خطے کے امام یا سلطان کی خبر بھی نہیں پہنچتی اور ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس قدر دوری پر رہنے والوں میں سے کون حاکم بنا ہے یا فوت ہوا ہے لہٰذا اس حال میں ، اطاعت کی تکلیف، تکلیف مَا لَا یُطَاق ہے اور یہ ہر اس شخص کو معلوم ہے جسے ملکوں اور بندوں کے احوال کی اطلاع ہے۔

اس بات کو پہچانو، کیونکہ یہ قواعد شرعیہ ہیں اور جن باتوں پر ادلّہ شرعیہ دلالت کرتے ہیں اس کے مطابق ہے اور اس کے برخلاف جو کچھ کہا جاتا ہے اسے نظر انداز کر دو، کیونکہ ابتدائے اسلام میں خلافت اسلامیہ اور آج کل کے حالات کے درمیان جو فرق ہے وہ آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ روشن ہے اور جو کوئی اس بات کو نہ مانے وہ مبہوت ہے وہ اس لائق نہیں کہ اس سے دلیل سے بحث کی جائے کیونکہ وہ دلیل کو سمجھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کورا ہے۔(الخ)[1]

امام ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ اپنی ''تفسیر القرآن العظیم'' (ج:۱،ص:۷۴، طبع مکۃ) میں لکھتے ہیں کہ امام الحرمین نے استاذ ابو اسحاق سے نقل کیا ہے کہ جب خطے دور دور ہوں اوران کے درمیان وسیع وعریض صوبے یا ممالک ہوں تو دو یا دو سے زیادہ اماموں کی امامت کا انعقاد جائز ہے۔ اور امام الحرمین نے اس میں توقف کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس صورتحال کی مشابہت عراق میں بنو عباس۔اور مصر میں (یہودی النسل) فاطمیوں اور یورپ میں اموی قریشیوں کی سلطنتوں سے ہے۔

بیعت کے اضطرار کی صورت میں تعدد ائمہ کے تقرر کی صحت کے بارے میں امت کے مجتہد علمائے دین کے یہ اقوال ہیں اور ان کا دارومدار شرعی دلائل اور ملحوظہ قواعد اور کلی مفادات پر ہے۔سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بیعت کا تقاضا ہے کہ حاکم وقت کے لیے دعا کی جائے؟

آپ نے جواب دیا: بیعت کا تقاضا یہ ہے کہ وَلِيُّ الْأَمْر (حاکم وقت) کی خیر خواہی کی جائے اور خیر خواہی میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے لیے توفیق، ہدایت ،نیت کی درستی، عمل اور مصاحبین کی درستی کی دعا کی جائے، کیونکہ یہ دعا کرنا حاکم وقت کی اصلاح کے اسباب میں سے ہے اور اس کے لیے اللہ کی توفیق کے اسباب میں سے ہے کہ اس کا وزیر اس کے حق میں سچا اور حقیقی خیر خواہ ہو۔

جو خیر کے کاموں میں اس کی مدد کرے اور جب وہ بھول جائے تو اسے یاد دلائے اور جب اسے یاد آ جائے تو اس کی معاونت کرے اور یہ اس کے لیے اللہ کی توفیق کے اسباب میں سے ہے۔لہٰذا رعایا اور رعایا کے اعیان پر واجب ہے کہ وہ

[1] لیکن دورِ حاضر میں فضائی آمد و رفت اور ذرائع وابلاغ کے ذریعے امر و نہی کے احکام پہنچانا اور ان پر عمل درآمد کروانا کوئی مشکل نہیں بشرطیکہ ارباب حل وعقد میں نفسانیت نہ ہو اور وہ ملت اسلامیہ کی وحدت کے خواہاں ہوں۔(سلفی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاحی کاموں کی تکمیل اور شرّ کی بیخ کنی اور اسے مٹانے کے لیے وَلِیُّ الاَمْر (حاکم وقت) کے ساتھ تعاون کریں اور پاکیزہ گفتگو اور اچھے اسلوب اور آراء سدیدہ کے ذریعے تعاون کریں جن کے پیچھے شرّ کو ختم کرنے اور خیر کو عام کرنے کی امید ہو، اور جس کام پر مفاد کی نسبت شرّ کے امکانات زیادہ ہوں، وہ کام جائز نہیں کیونکہ ولایات یا امارات کے قیام کا مقصد شرعی مفادات کو یقینی بنانا اور خرابیوں کو دور کرنا ہے اور انسان کا ایسا کام کرنا جس سے اس کا ارادہ نیکی کا ہو اور اس کے نتیجے میں اس کے ارادے کے برعکس شرّ اور منکر اور زیادہ بڑھ جائے تو وہ کام اس کے لیے جائز نہیں۔

(دیکھیے مراجعات فی فقه الواقع السیاسی والفکری، ص: ۱۱، طبع دارالمعراج)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' (ج:۱۳،ص:۶۸، مع الفتح الباری، طبع ریاض) میں حضرت نافع کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قرابت داروں اور بیٹوں کو اکٹھا کیا اور کہا: میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' ''ہر دھوکے باز کے لیے قیامت کے دن جھنڈا گاڑ دیا جائے گا) اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے تحت اس آدمی کی بیعت کی ہے اور میں اس سے بڑا دھوکہ نہیں جانتا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے تحت کسی شخص کی بیعت کی جائے پھر اس کے خلاف محاذِ جنگ کھول دیا جائے اور اگر میرے علم میں یہ بات آ گئی کہ تم میں سے کسی نے اس کی بیعت توڑ دی اور اس امر (خلافت) میں کسی کے پیچھے چلا تو اس کے اور میرے درمیان جدائی ہو جائے گی۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح الباری، شرح صحیح البخاری'' (ج:۱۳، ص:۷۰، طبع ریاض) میں لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس امام کی بیعت منعقد ہو چکی ہو تو اس کی اطاعت واجب اور اس کے خلاف خروج منع ہے۔ اگرچہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی حکومت میں جبر و استبداد کرے اور یہ کہ فسق کی وجہ سے اس کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔"

امام ابوبکر طرطوشی کے اقوال

❁ مغرور جاہل کے سوا کوئی شخص (سلطان کی) سلطنت کے زوال کی تمنا نہیں کرتا یا ایسی تمنا ایسا فاسق آدمی کر سکتا ہے جو ہر وقت آفتیں برپا ہونے کی تمنا کرتا ہے اور اس کشتی کے غرق ہونے کی خواہش کرتا ہے جس میں وہ خود بھی بیٹھا ہوا ہے۔

❁ جب حکمران کی حکومت میں افراتفری اور ابتری پیدا ہو جاتی ہے تو ساری عوام فساد کی زد میں آ جاتی ہے اگر حکمران کے سال بھر کا ظلم ایک پلڑے میں رکھا جائے اور اس کی حکومت کے اختلال کی وجہ سے رعایا میں گھڑی بھر برپا ہونے والی قتل و غارت اور لوٹ مار ایک پلڑے میں رکھ دی جائے تو رعایا کا گھڑی بھر کا ایک دوسرے پر ظلم، حکمران کے سال بھر کے ظلم سے بھاری ہو گا۔

❁ جب حکمران مضبوط ہو گا تو اس کا فائدہ عام ہو گا۔ سلطنت میں خونریزی بند ہو گی۔ پردوں میں عزتیں محفوظ ہوں گی۔ منڈیاں آباد اور اشیائے ضرورت دست یاب ہوں گی اور روپے پیسے محفوظ ہوں گے۔ فاضل لوگ غالب ہوں گے۔ لچے شوہدے اور فاسق شریر مغلوب ہوں گے۔

❁ حکمران کی خیر خواہی کی ذمہ داری اہل دین، خوشحال اور باکمال لوگوں پر نسبتاً زیادہ عائد ہوتی ہے کیوں کہ حکمران کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اس کے بغیر عزتیں اور نعمتیں محفوظ رہ سکتی ہیں۔

❁ ایسا عمل جو صدیوں تک حکمرانوں کے تذکرے کو محفوظ رکھتا ہے وہ ان کا واضح طور پر عدل کرنا ہے یا (خوفِ الٰہی کو پس پشت ڈال کر) ظلم و جبر کرنا ہے پہلا عمل ان کے لیے رحمت کا موجب ہے اور دوسرا عمل ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ لعنت کا موجب ہے۔ (منقول از عُیُونُ الْحِکَم وَالعِبَر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ فتنوں کے برپا ہونے کے مواقع پر مسلمانوں کی جماعت اور ان کے ساتھ مل کر رہنا واجب ہے

۱۔ امام مسلم رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۱۴۷۶، طبع بیروت) میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ تو حضرت رسول اللہ رضی اللہ عنہما سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرّ کے بارے میں پوچھتا تھا۔ مبادا کہ وہ مجھے گرفت میں لے لے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک ہم جاہلیت اور شرّ میں تھے۔ پس اللہ کریم ہمارے پاس اس خیر کو لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد شرّ ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا اس شرّ کے بعد خیر ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اور اس میں دھواں ہوگا (یعنی بظاہر صلح و صفائی اور تہہ میں کینہ توزی) ...... میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر وہ دور مجھے پالے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا رائے دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ'' (تو نے مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹے رہنا ہے۔)

میں نے کہا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو تو ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَ لَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلٰى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَ أَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ'' پس ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جا اگرچہ تجھے درخت کی جڑ کو چبانا پڑے یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے تو اسی حال میں ہو۔''

امام نووی رحمہ اللہ ''شرح صحیح مسلم''،(ج:۱۲،ص:۲۳۷، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ کی اس حدیث سے مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ (جس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے پاس انھیں منظم کرنے کی طاقت اور ان کی سیاست کرنے پر قدرت حاصل ہو) سے چمٹے رہنے کا وجوب اور اس کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے اگرچہ وہ فسق و فجور کا ارتکاب کرے اور لوگوں کے اموال (ناحق ٹیکسوں وغیرہ) کے ذریعے حاصل کرنے کا جرم کرے، معصیت الٰہی کے سوا باقی امور میں اسی کی اطاعت واجب ہے۔

فتح الباری، شرح صحیح بخاری (ج:۱۳،ص:۳۷،طبع ریاض) میں ہے کہ امام ابن بطّال فرماتے ہیں، اس حدیث میں فقہاء کی جماعت کے لیے دلیل ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا واجب ہے اور ظالم حاکموں کے خلاف خروج ناجائز ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے آخری گروہ کی توصیف (جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والوں) سے کی ہے اور ان سے پہلے والوں کی طرح ان کے بارے میں یہ نہیں کہا "تَعْرِفُ وَ تُنْكِرُ" کہ تو ان میں خوشگوار کام بھی دیکھے گا اور ناگوار بھی۔

چونکہ دعاۃ جہنم حکمران حق پر نہیں ہوں گے اس لیے ان کے بارے میں (تَعْرِفُ وَ تُنْكِرُ) کہنے کا کوئی سبب نہیں بنتا لیکن اس کے باوجود جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے کا حکم دیا ہے۔ (الخ)

امام کرمانی رحمہ اللہ اپنی شرح صحیح بخاری (ج:۲۴،ص:۱۶۲،طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب امام موجود ہو تو قتال وغیرہ کے ذریعے اس کی معاونت کرنی چاہیے اگرچہ وہ ظالم اور گناہ گار بھی ہو اور علیحدہ رہنا اس صورت میں ہے جب امام موجود نہ ہو۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "فتح الباری" (ج:۱۳،ص:۳۷، طبع ریاض) میں لکھتے ہیں کہ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب لوگوں کا کوئی امام نہ ہو اور وہ احزاب میں تقسیم ہو جائیں تو اس تفرقہ بازی میں مسلمان کسی طالع آزما کی پیروی نہ کرے۔ اور شر میں واقع ہونے کے خوف سے حتی الوسع تمام گروہوں سے علیحدہ ہو جائے (اس صورت حال کے بارے میں) تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جائے گا اور اس مفہوم کے ساتھ ہی ظاہراً نظر آنے والے اختلاف کو سمیٹا جا سکتا ہے۔(الخ)

اور سنن ابن ماجہ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ:

« فَلَأَنْ تَمُوْتَ وَ أَنْت عَاضٌ عَلٰى جِذْلِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِنْهُمْ.»

''پس اگر تو اس حال میں مرے کہ تو درخت کی جڑ کو جبڑوں میں لیے ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان میں سے کسی ایک کی پیروی کرے۔''

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس خبر سے درست استدلال یہ ہے کہ اس جماعت سے مل کر رہنا جو اطاعت میں کسی کی امارت پر متفق ہو چکی ہو۔ امام ابوالعباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلْحِسْبَةَ فِي الْاِسْلَام"(ص:۷۶) میں فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر اہل السنۃ والجماعۃ کے اصول میں سے ہے، جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا، حاکمانِ وقت سے قتال نہ کرنا، اور فتنے میں قتال سے باز رہنا جب کہ معتزلہ جیسے اہل الاہوا (خواہشات پرست) حاکمانِ وقت سے قتال کرنے کو اپنے دین کے اصول میں داخل سمجھتے ہیں۔

معتزلہ اپنے دین کے پانچ اصول بتاتے ہیں۔

۱۔ توحید یعنی صفات باری تعالیٰ کی نفی۔

۲۔ عدل یعنی کبیرہ گناہ کے مرتکب کا نہ مسلمان ہونا نہ کافر ہونا۔

۳۔ تقدیر کو جھٹلانا۔

۴۔ وعید کو نافذ کرنا۔

۵۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی حاکمانِ وقت سے جنگ کرنا۔

اور آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ شرعی راستوں سے ہٹ کر بدعی راستوں کی طرف وہی مڑتا ہے جو جاہل ہو یا عاجز ہو یا جس کی غرض فاسد ہو۔(دیکھئے مجموع فتاویٰ، ج:۱۱، ص:۶۲۵، طبع قاہرہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ اپنی ''سنن'' (ج:۳،ص: ۳۲۲، طبع بیروت) میں صحیح سند سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ العَمَلِ لِلَّهِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ.»

''تین خصلتیں ہیں جن کے بارے میں مسلمان کا دل، خیانت (یا کینے) کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے لیے عمل کو خالص کرنا، حاکموں کے لیے خیر خواہی کا خواہاں رہنا، اور ان کی جماعت سے چمٹے رہنا، کیونکہ ان کی دعوت ان کو (قلعے کی دیوار کی طرح) گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

اس حدیث میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "لَا يُغَلُّ" ہے یہ "اِغْلَالٌ" سے ہے اور اس سے مراد ہر چیز میں خیانت ہے۔ اور یہ "يُغِلُّ" کے لفظ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور اس صورت میں اس سے مراد کینہ اور بغض ہے یعنی مسلمانوں کے دل میں ان کے بارے میں ایسا کینہ داخل نہیں ہوتا جو اسے حق سے ہٹا دے۔ یہ حدیث بھی حاکمانِ وقت کے ساتھ خیر خواہانہ برتاؤ کرنے اور ان کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے پر دلالت کرتی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "مفتاح دار السعادة" (ج:۱،ص: ۲۷۷۔۲۷۸، طبع دار ابن عفان الخبر) میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ......" سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں یہ تین خصلتیں ہوں تو وہ کینے اور بغض کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا، کیونکہ اس کا دل کینے اور دھوکے اور دل کو خراب اور جلا دینے والی (روحانی) بیماریوں کی نفی کر دیتا ہے۔

چنانچہ اللہ کے لیے مخلص آدمی کا اخلاص، اس کے دل کو کینے سے پاک کر دیتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسے مکمل طور پر زائل کر کے سینے سے نکال دیتا ہے کیونکہ اس کا اخلاص، اس کے دل کی رغبتوں اور ارادوں کو اللہ کی خوشنودی کی طرف پھیر دیتا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (يوسف:٢٤)

''ہم نے یہ کام اس لیے کیا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی پھیر دیں کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔''

لہٰذا جب (یوسف علیہ السلام نے) اپنے رب کے لیے اپنے آپ کو مخلص کر لیا تو اس نے اس سے برائی اور بے حیائی کے اسباب پھیر دیے اور اس سے برائی اور بے حیائی بھی پھر گئی۔ اس لیے جب ابلیس نے جان لیا کہ اہل اخلاص کو گرفت میں لینے کے لیے اس کے پاس کوئی حیلہ نہیں تو اس نے ان کو اپنی اس شرط سے مستثنیٰ کر دیا جو اس نے بنی آدم علیہ السلام کو گمراہ اور ہلاک کرنے کے لیے لگائی تھی۔ اس نے کہا تھا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۝﴾ (صٓ:٨٢، ٨٣)

''پس تیری عزت کی قسم میں ان تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا مگر ان میں سے تیرے مخلص بندوں کو (گمراہ نہیں کر سکوں گا)''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ (الحجر:٤٢)

''بے شک میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہوگا مگر ان گمراہوں پر تیرا غلبہ ہوگا جنھوں نے تیری پیروی کی۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ اخلاص ہی خلاصی پانے کی راہ ہے اور اسلام ہی سلامتی کا سفینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ایمان، امن کی مہر ہے اور آپ ﷺ کے فرمان :"وَ مَنَاصِحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ" سے مراد بھی ایسی نصیحت ہے جو کدورت اور دھوکے کے منافی ہے۔ کیونکہ خیر خواہی اور نصیحت ، اندرونی کھوٹ اور کینے کیساتھ اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر کہ کدورت، نصیحت کی ضِدّ ہے سو جس نے حاکموں اور امت کی خیر خواہی کی وہ کینے و کدورت سے بَری ہو گیا۔

اور آپ ﷺ کے فرمان "وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ" سے بھی ایسا لزوم مراد ہے جو دل کو حقد، کدورت اور دھوکے سے پاک کر دے۔ کیونکہ ایسے دل والا مسلمان مسلمانوں کی جماعت سے چمٹے رہنے کی وجہ سے ان کے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جو وہ اپنی ذات کیلیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہی چیز بری سمجھتا ہے جو اپنی ذات کے لیے بری سمجھتا ہے اور اسے وہ چیز بُری لگتی ہے جو انھیں بُری لگے اور اسے وہ چیز خوش کرتی ہے جو ان کو خوش کرتی ہے اور یہ حالت برخلاف ہے اس شخص کے جو ان سے علیحدہ ہوتا ہے اور ان پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور ان کی عیب جوئی میں مشغول رہتا ہے جیسے روافض، نواصب، اور معتزلہ وغیرھم کا فعل ہے کیونکہ ان کے دل حقد و کدورت اور دھوکہ بازی سے بھرے ہوئے ہیں۔

اس وجہ سے تم روافض کو اخلاص کے معاملے میں تمام لوگوں سے دور اور حاکموں، اور امت کے حق میں سب سے بڑھ کر دھوکے باز اور مسلمانوں کی جمعیت سے سب سے زیادہ دور پاؤ گے۔ یہ لوگ حضرت رسولِ کریم اور امت کی گواہی اور اپنے اوپر گواہی کی بنا پر تمام لوگوں سے حقد و کدورت اور دھوکہ بازی میں سب سے سخت ہیں اور یہ صرف اور صرف اہل اسلام کے برخلاف معاون اور مددگار رہے ہیں اور جہاں کہیں جب بھی کوئی دشمن مسلمانوں کے برخلاف کھڑا ہوا یہ اندرون خانہ اس کے مددگار نکلے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا امت نے مشاہدہ کیا ہے اور جس نے مشاہدہ نہیں کیا اس نے وہ کچھ سنا جو کانوں کو بہرا اور دلوں کو زخمی کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ'' کہ ان کی دعوت ان کے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے۔ یہ معنی و مفہوم کے اعتبار سے بڑا افضل اور مختصر اور شاندار فرمان ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کی دعوت (لزومِ جماعت) کو (قلعے کی) فَصِیلوں اور بلند و بالا سیسہ پلائی ہوئی دیواروں سے تشبیہ دی جو ان کے دشمن کو ان پر شب خون مارنے سے روکے ہوئے ہے۔ چنانچہ یہ دعوت جو کہ اسلام کی دعوت ہے اور وہ اس میں داخل ہونے والے ہیں چونکہ ان کے گرد (سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور فَصِیل بن جاتی ہے) اس لیے آپ ﷺ نے خبر دی کہ جو مسلمان، مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ جڑا رہا اس کو بھی یہ دعوت، جو کہ اسلام کی دعوت ہے اس کے اندر رہنے والوں کے ساتھ گھیرے میں لے لے گی، کیونکہ مسلمانوں کی جماعت سے مل رہنے کی دعوت امت کے شیرازے کو اکٹھا کرتی ہے اور اس کی پراگندگی کو سمیٹتی ہے اور اسے حفاظت میں لے لیتی ہے پس جو شخص ان کی جماعت میں داخل ہوگا وہ اسے اپنے گھیرے میں لے لے گی اور اسے اپنے ساتھ پیوستہ کرے گی۔ (الخ)

اس عظیم الشان حدیث نے ان خصلتوں کو جمع کر دیا ہے جن سے لوگوں کا دین اور ان کی دنیا قائم رہتی ہے اور یہ ان جامع کلمات میں سے ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ دیے گئے ہیں۔

اس حدیث شریف کی جلالت شان اور عظمت بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''مجموع فتاویٰ'' (ج:۱ص:۱۸۔۱۹،طبع مصر) میں فرماتے ہیں: ''اور یہ تین خصلتیں یعنی عمل میں اخلاص، اولوالامر (مملکت کے حکام) کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت سے مل کر رہنا) دین کے اصول و قواعد کو اکٹھا کرتی ہیں اور ایسے حقوق کو جمع کرتی ہیں جو اللہ کے لیے ہیں اور اس کے بندوں کے لیے ہیں، اور دنیا اور آخرت کے مفادات کو منظم کرتی ہیں۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ حقوق کی دو قسمیں ہیں: اللہ کا حق اور اس کے بندوں کا حق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سو اللہ کا حق یہ ہے کہ ہم اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔اور حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں: عام اور خاص

خاص حقوق کی مثالیں:

ہر انسان کا اپنے والدین کیساتھ نیک برتاؤ کرنا، اپنی بیوی کا حق ادا کرنا، اور اپنے پڑوسی کا حق ادا کرنا، پس یہ دین کی فروعات میں سے ہیں، کیونکہ مکلّف، بسا اوقات اپنے اوپر ان کے وجوب سے سبک دوش ہو جاتا ہے۔اور اس لیے بھی کہ اس کا مفاد فرد کے ساتھ مختص ہے۔

جب کہ عام حقوق کے معاملے میں لوگوں کی دو انواع ہیں: رُعَاۃ اور رعیّت۔
رُعَاۃ (محافظوں یا حاکموں) کے حقوق ان کی (خلوصِ دل سے) خیر خواہی کرنا ہے۔ اور رعیّت کے حقوق، انکی جمعیت سے مل کر رہنا ہے، کیونکہ ان کے مفادات انکی اجتماعیت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔اور وہ ضلالت و گمراہی پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کے دین اور ان کی دنیا کے مفادات ان کی اجتماعیت اور ان کے اکٹھے ہو کر اللہ کی رسی کو تھامنے میں ہیں۔لہٰذا یہ خصلتیں دین کے اصول کو جمع کرتی ہیں۔

حافظ ابن اُثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب اَلنِّهَايَة فِي غَرِيْبِ الْحَدِيْثِ (ج:۳،ص۳۸۱،طبع بیروت) میں لکھتے ہیں: ......اس کا معنی یہ ہے کہ یہ تینوں خصلتیں ایسی ہیں جن سے دلوں کو درست کیا جاتا ہے جس نے ان تینوں خصلتوں کو تھام لیا اس کا دل، خیانت، دھوکہ فریب اور شرّ سے پاک ہو گیا اور لفظ عَلَيْهِنَّ حال کی جگہ پر ہے اور اس کا پوشیدہ معنیٰ یہ ہے کہ ان خصلتوں کے اپنانے پر مومن کا دل، خیانت نہیں کرتا۔

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''مجموع فتاویٰ'' (ج:۳۵،ص:۷،۸،طبع مصر) میں لکھتے ہیں کہ يَغَلُّ یا پر زبر ـــ کے ساتھ یہ فعل مشہور ہے۔اور کہا جاتا ہے: غلَّ صَدْرُهُ فَغَلَّ اس کا سینہ آتش (حسد) سے جوش مارنے لگا تو وہ ابل پڑا۔ جب وہ دھوکے، کینے اور جلن والا ہو یعنی مسلمان کا دل ان تین خصلتوں کے ہوتے ہوئے کبھی جلن اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا اور آپ ﷺ کے فرمان میں یہ پہلے بیان ہوئی ہیں کہ
« إِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَ أَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا ، وَ أَنْ تُنَاصِحُوْا مَنْ وَلَّاهُ أَمْرَكُمْ .»

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین اعمال (خصال) کو پسند کرتا ہے کہ تم اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، اور تم متحد ہو کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو، اور جس کو اس نے تمہاری ریاست کا حاکم بنایا ہے اس سے خیر خواہی کرو۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اس کو ہماری امارت کے لیے پسند فرمایا ہے تو مومن کا دل اس کے خلاف کینہ نہیں رکھتا۔ اور نہ اس سے بغض رکھتا ہے اور نہ اس سے نفرت کرتا ہے بلکہ مومن کا دل اس سے محبت کرتا ہے۔ اور اس سے راضی رہتا ہے۔ (الخ)

امام ابن عبد البرؒ اپنی کتاب اَلتَّمْهِيْد (ج:۲۱،ص:۲۷۶،طبع قاہرہ) میں فرماتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی ہے جس نے آپ ﷺ کے اس قول کو یاد کیا اور اسے ذہن نشین کیا پھر اس کے حفظ کرنے اور اسے آگے پہنچانے کی تاکید کی غرض سے فرمایا "وَ أَدَّاهَا" اور اسے ادا کیا۔ یہ آپ ﷺ کا یہی قول ہے "ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَ لُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ وَ مُنَاصِحَةُ أُوْلِي الْأَمْرِ" کہ تین خصلتوں کی موجودگی میں مسلمان کا دل حقد و بغض اور دھوکے کا متحمل نہیں ہو سکتا، اللہ کے لیے عمل کو خالص کرنا، مسلمانوں کی جماعت سے مل کر رہنا اور حاکم وقت کی خیر خواہی کرنا۔ مجدد دعوۃ التوحید والسنۃ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اپنے رسالہ مسائل الجاھلیۃ ضمن مولّفاتِ الشیخ (ج:۱،ص:۳۳۶،طبع قاہرہ مصر) میں ان تینوں خصلتوں کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ لوگوں کے دین اور ان کی دنیا میں اس وقت تک خرابی نہیں آئی جب تک ان تینوں خصلتوں میں یا ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض خصلتوں میں خلل نہیں آیا۔

امام ابن اثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "النهاية في غريب الحديث" (ج:٢، ص:١٢٢، طبع بیروت) میں آنحضرت ﷺ کے فرمان "فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ" کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ان کی دعوت، ان کے پیچھے سے ان کو احاطے اور آڑ اور حفاظت میں لے لیتی ہے، آپ رحمہ اللہ کی مراد اہل السنۃ کی دعوت ہے نہ کہ اہل بدعت کی۔ (الخ)

٣۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی ''جامع ترمذی'' (ج:٥،ص:١٤٨، طبع مصر) میں حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللَّهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالْجِهَادُ وَالْهِجْرَةُ وَالْجَمَاعَةُ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ، وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟ قَالَ: وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللَّهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللَّهِ.» (سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ، رقم:٢٨٦٣)

''میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں، مجھے اللہ نے انکا حکم دیا ہے۔ جماعت، سمع و طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، لہٰذا جو شخص ایک بالشت برابر جماعت سے نکل گیا اس نے جماعت کی طرف واپس لوٹنے تک اسلام کی رسّی اپنی گردن سے اتاردی، اور جس نے جاہلیت کے دعویٰ کے ساتھ پکارا وہ جہنم کے انگاروں میں سے انگارا ہے۔

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ روزے رکھے اور نمازیں پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے اور اپنے متعلق وہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے، تم مسلمانوں کو ان کے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناموں سے بلاؤ جو اللہ عزوجل نے ان کے لیے رکھے ہیں۔اَلْمُسْلِمِیْنَ، اَلْمُوْمِنِیْنَ، اللہ عزوجل کے بندے۔

مذکورہ بالا حدیث، جماعت سے علیحدگی اور خروج سے سختی سے منع کرتی ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''معالم السنن'' (ج:۷،ص:۱۴۸، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں: رِبْقَة اس چیز کو کہا جاتا ہے جو چوپائے کی گردن میں ڈالی جاتی ہے اور وہ اس طوق کی طرح ہوتی ہے جس سے چوپائے کو بھاگنے سے روکا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: جو مسلمان جماعت کی اطاعت سے نکل گیا اور متفق علیہ امارت سے علیحدہ ہو گیا وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا۔اور وہ اس چوپائے کی طرح ہو گیا جس نے اس رسی کو گلے سے اتار دیا جس کی وجہ سے وہ محفوظ تھا، کیونکہ اندریں صورت وہ چوپایہ ہلاکت اور گمشدگی کے خطرے سے محفوظ نہیں۔(الخ)

فضیلۃ الشیخ عبدالسلام بن برجس اپنی کتاب معاملة الحكّام فی ضوء الكتاب والسنة (ص:۹٦) پر فرماتے ہیں کہ جماعت کو ترک کرکے علیحدگی اختیار کرنے پر شارع علیہ السلام نے اس قدر سخت خبر دی ہے کہ جو مسلمان اس حال میں مرا کہ وہ اطاعت سے خارج اور جماعت سے علیحدہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۱۴۷٦، طبع بیروت) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ، أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً، فَقُتِلَ، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي، يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا، وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ.» (صحيح مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر، رقم:۱۸۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جو مسلمان اطاعت (امیر) سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو گیا پھر (اس حال میں) مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا، اور جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے اپنی قوم کی ناحق طرف داری کے لیے غصہ کرے، یا ناحق طرف داری کی طرف دعوت دے۔ یا اپنی قوم کی ناحق مدد کرے پھر وہ مارا جائے تو اس کا قتل ہونا جاہلیت میں قتل ہونے جیسا ہوا اور جو شخص میری امت پر چڑھ دوڑے اور اس کے نیک اور بد کو مارنے لگے اور مومن کی بھی پرواہ نہ کرے اور نہ کسی معاہدے کے عہد کو پورا کرے وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں اس سے ہوں۔''

امام خطابی رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلْعُزْلَة" (ص:۱۶۶،طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ حاکموں اور امیروں سے علیحدگی میں الفت و محبت سے علیحدگی اور پناہ کا زوال اور اطاعت کی فصیل سے خروج اور امن کے سائے سے نکلنا ہے اور اسی سے حضرت نبی کریم ﷺ نے روکا ہے اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے کہ'' جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور وہ مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہے۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا کوئی ایسا امام نہیں ہوتا تھا جو انھیں دین پر جمع کرے اور انھیں ایک رائے پر جوڑے بلکہ وہ جدا جدا گروہ اور مختلف فرقے ہوتے تھے جن کے نظریات ایک دوسرے سے ٹکراتے تھے اور ان کے مذاہب جدا جدا تھے۔

مجدد الدعوة التوحید والسنة شیخ محمد بن عبد الوهاب رحمہ اللہ اپنے رسالہ "مسائل الجاهلية" ضمن مجموع مؤلفات الشيخ (ج:۱،ص:۳۳۵،طبع مصر) میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ معاملات ہیں جن میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس روش کی مخالفت کی جس پر یہود و نصاریٰ اور امیین (عرب) عمل پیرا تھے اور کوئی مسلمان ان کی معرفت سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ

اہل جاہلیت سمجھتے تھے کہ حاکم وقت کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنا فضیلت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوبی ہے اور اس کی سمع وطاعت کرنا ذلت اور توہین ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور حاکموں کے ظلم و جبر پر صبر کرنے کا حکم دیا اور ان کی اطاعت اور خیرخواہی اور سمع و اطاعت کا حکم دیا اور اس بارے میں شدید انتباہ کیا اور اپنی رائے کو واضح کیا اور دہرایا)

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی کتاب "الأَدَبُ الْمُفْرَد"(ص:۲۰۴، طبع بیروت) میں صحیح سند سے حضرت فضالہ بن عُبَید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« ثَلاثَةٌ لَا تَسأل عَنهم: رَجلٌ فَارق الجَماعَةَ وعَصى إمَامَهُ فَمات عَاصِيًا فَلا تَسْأَلْ عَنهُ، وَ عَبدٌ أَبَقَ فَمَاتَ وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوجُها يَكْفِيْهَا الْمُؤْنَةَ فَتبَرَّجَتْ مِنْ بَعْدِهِ.» (الأدب المفرد، ص:۲۰٤، طبع بیروت)

"تین آدمیوں کے بارے میں مت پوچھ، جس آدمی نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اپنے امام (حاکم) کی نافرمانی کی اور نافرمانی کی حالت میں مرگیا اور وہ غلام جو (اپنے آقا سے) بھاگ گیا اور اسی دوران وہ مرگیا اور وہ عورت جس کا شوہر اس کی خوراک کا بندوبست کرنے کے لیے اس سے غائب ہوا تو وہ اس کے بعد بناؤ سنگار کرکے باہر نکل آئی۔"

آپ کے فرمان (ان کے بارے میں مت پوچھ) میں ان کی عظیم ترہلاکت کے بارے میں کنایہ ہے۔

امام عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ اپنی کتاب فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (ج:۳، ص: ۳۲۴، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان "ثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلْ عَنْهُمْ" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہیں۔ ایک تو ایسا آدمی جو اپنے دل، زبان اور اعتقاد یا اپنے بدن اور زبان سے معروف ومشہور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا اور اس نے خوارج کی سی بدعت...... یا بغاوت یا ڈکیتی یا حیلہ گری یا فرائض میں جماعت میں عدم شمولیت کے اظہار کے لیے اپنے امام کی نافرمانی کی۔ ان سب کے بارے میں مت پوچھ کیونکہ ان کا خون حلال ہے۔

۵۔ امام طبرانی رحمہ اللہ ''معجم کبیر'' (ج:۱۲،ص: ۴۴۷، طبع قاہرہ) میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ'' کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

۶۔ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اپنی تفسیر (ج:۲،ص:۴۵۵ طبع دمام) میں حضرت سماک بن ولید حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے مدینہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور پوچھا: آپ ان حاکموں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں اور ہمیں گالی دیتے ہیں اور ہمارے صدقات کے بارے میں ہم پر زیادتی کرتے ہیں، کیا ہم انھیں زکوٰۃ کی ادائیگی روک نہ دیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں اے حنفی، انھیں زکوٰۃ دے...... اور فرمایا: اے حنفی جماعت کے ساتھ ملکر رہ، جماعت کے ساتھ مل کر رہ، گزشتہ امتیں اپنے فرقے فرقے ہونے سے ہی ہلاک ہو گئیں، تو نے اللہ عزوجل کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا؟ ﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمرٰن: ۱۰۳) ''اور اللہ کی رسی کو باہم مل کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے نہ ہو جاؤ۔'' (سوال کرنے والا شخص مسیلمہ کذاب کے قبیلے حنیفہ سے تھا، اس لیے اسے حنفی کہا)

مزید برآں جس طرح شارع علیہ السلام نے جماعت سے مل کر رہنے کا حکم دیا ہے اس طرح اس نے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو جماعت سے علیحدگی اور اس کی لاٹھی کو چیرنے اور اس کے کلمے (آواز ے) کی مخالفت کرنے سے روکا ہے۔

شارع علیہ السلام کا جماعت کے ساتھ شامل رہنے کے حکم کا اس قدر اہتمام کرنا اس بنا پر ہے کہ اس کی اہمیت بالغ ہے اور اس کی قدر و قیمت بڑی ہے اور اس کا نفع عظیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ مسلمانوں کا رابطہ ہے، ان کی قوت اس جماعت کی قوت سے ہے اور اس کی کمزوری اس جماعت کی کمزوری سے ہے۔اس میں مسلمان امن وسلامتی سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور تائید الٰہی سے اس کی طرف دعوت دیتا ہے، کمزور سمجھا جانے والا اس کی پناہ میں طاقتور ہے اور اس کے سائے میں مظلوم، منصور و مظفر ہے۔ اور عاجز (انسان) مدد یافتہ ہوتا ہے۔(دیکھئے معاملة الحكام، ص:٦٣)

٦۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی ''سنن'' (ج۴،۴۶۵،طبع مصر) میں صحیح سند سے حضرت عبد اللہ بن دینار کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں جابیہ میں خطبہ دیا اور کہا:

اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ، وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ، أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، عَلَيْكُمْ بِالجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الجَنَّةِ فَلْيَلْزَمْ الجَمَاعَةَ، مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكَ الْمُؤْمِنُ.»

(سنن الترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ ،رقم:٢١٦٥)

''لوگو! میں تمھیں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں پھر ان کے بارے میں جو ان کے بعد ہوں گے اور ان کے بارے میں جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ آدمی قسم دے گا حالانکہ اس سے قسم مانگی نہیں گئی ہوگی اور گواہ، گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہ کی گئی ہوگی۔خبردار جب کوئی آدمی کسی (غیر محرم) عورت سے خلوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے، جماعت کو تھامے رکھنا اور تفریق سے بچنا، کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں (کی جماعت سے) دور رہتا ہے (یعنی جماعت کی جتنی تعداد بڑھتی چلی جائے گی اتنا ہی شیطان دور ہوتا جائے گا) جو کوئی جنت کے درمیان گھر لینا چاہتا ہے وہ جماعت کے ساتھ مل کر رہے، جس شخص کو اس کی نیکی خوش لگے اور اس کی برائی بُری لگے وہ مومن ہے۔"

امام اللغۃ ابوعبید قاسم بن سلام اپنی کتاب غریب الحدیث (ج:۲،ص:۲۰۵،طبع بیروت) میں آپ ﷺ کے فرمان بَحْبُوْحَة سے آپ ﷺ کی مراد جنت کا وسط حصہ لیتے ہیں۔ اور ہر چیز کے وسط اور بہترین حصے کو بُحْبُوْحَه کہا جاتا ہے۔

امام ابوبکر ابن العربی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب عَارِضَةُ الاحْوَذِیْ شرح جامع ترمذی (ج:۹،ص:۱۰، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان "عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَة" دو معنوں پر محتمل ہے، ایک تو یہ کہ جب امت ایک قول پر متفق ہو جائے تو بعد والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی نیا قول اختیار کریں (مثلاً رکوع کے بعد قومے کی حالت میں سینے پر ہاتھ باندھنا جس پر تیرہ صدیوں سے کسی جماعت کا عمل نہیں ملتا) اور دوسرا معنی یہ ہے کہ جب وہ ایک امام پر متفق ہو جائیں تو نہ اس سے محاذ آرائی کرنا جائز ہے اور نہ ہی اسے عہدے سے ہٹانا جائز ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ عوام الناس نے بھی اس کی بیعت پر اتفاق کیا ہو، بلکہ ان میں سے بعض (اصحاب حل وعقد) نے بھی اس کی امامت کو منعقد کیا ہو تو بھی اس کی امامت جائز ہے اور اس سے کشمکش جائز نہیں۔

امام ابو العلیٰ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی (ج:۶، ص:۳۸۴، طبع قاہرہ) میں دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے۔ امام ابن زمنین رحمہ اللہ اپنی کتاب "أُصُولُ السُّنَّة" (ص:۲۷۵، طبع مدینہ منورۃ) میں فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ کا قول ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور جو شخص اپنے اوپر کسی نیک یا فاجر کو حاکم نہیں سمجھتا وہ سنت کے خلاف ہے۔

۷۔ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۳،ص:۱۴۷۴،طبع بیروت) میں حضرت علقمہ بن وائل حضرمی سے ان کے باپ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید جعفی نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ اس بارے میں آپ ﷺ کی رائے کیا ہے کہ اگر ہم پر ایسے امراء مقرر ہو جائیں جو ہم سے اپنے حق کا سوال کریں اور ہمیں ہمارا حق نہ دیں تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟

آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر پوچھا تو آپ ﷺ نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا پھر اس نے دوسری یا تیسری بار پوچھا تو اشعث بن قیس نے اسے کھینچ لیا اور کہا ''اِسْمَعُوْا وَأَطِیْعُوْا ، فَإِنَّمَا عَلَیْھِمْ مَا حُمِّلُوْا وَ عَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ'' (تم ان کے احکام کو بغور سنو اور ان کی اطاعت کرو، کیونکہ ان پر اس چیز کا بوجھ ہے جو ان پر ڈالا گیا اور تمہارے اوپر اس چیز کا بوجھ ہے جو تم پر ڈالا گیا) امام نووی نے اس پر باب کا عنوان لکھا ہے ''بَابٌ فِیْ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ وَ إِنْ مَنَعُوْا الْحُقُوْقَ''

شیخ ابن ابی زَمَنِین رحمہ اللہ اپنی کتاب أُصُوْلُ السُّنَّة (ص:۲۷۶،طبع مدینہ منورہ) میں فرماتے ہیں کہ والیانِ حکومت کے احکامات کو غور سے سننا اور ان کی اطاعت کرنا لازمی حکم ہے خواہ وہ ان کے معاملے میں تقصیر کریں اور جو کچھ ان پر واجب ہے اس تک نہ پہنچیں۔البتہ (جو کام کرنے کا ہے وہ یہ ہے) کہ ان کو حق کی طرف بلایا جائے اور انھیں اس پر عمل کرنے کا حکم دیا جائے اور ان کی حق کی طرف رہنمائی کی جائے، اب جو ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے اس کے جواب دہ وہ ہیں اور ان کی رعایا پر انکے احکام سننے اور ماننے کی جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کی جواب دہ وہ ہے۔لہٰذا تم سمع و طاعت کے بوجھ اور حقوق کی ادائیگی کے مکلف ہو، اگر تم اپنی ذمہ داری پوری کرو گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمھیں اچھا ثواب اور اجر عطا فرمائے گا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمان (کہ تم اس حق کو ادا کرو جو تمہارے اوپر ہے اور جو تمہارا حق ہے اس کا اللہ سے سوال کرو) اس موقف کی تائید کرتا ہے اور مزید برآں کہ شارع علیہ السلام نے جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے کے خون کو حلال قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری (ج:۱۲،ص:۲۰۱، طبع ریاض) میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.» (صحيح البخاري، باب قول الله تعالى: أنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالعَيْنَ بِالعَيْنِ..... الخ، رقم:٦٨٧٨)

"کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں سوائے تین جرائم میں سے کسی جرم کے مرتکب کے خون کے، شادی شدہ زانی، اور کسی انسان کو ناحق قتل کرنے والے قاتل اور اپنے دین سے مرتد ہونے والے، جماعت کو چھوڑنے والے شخص کے۔"

امام نووی رحمہ اللہ اپنی شرح صحیح مسلم (ج:۱۱،ص:۱۶۵، طبع بیروت) میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان (اور اپنے دین کو ترک کرنے والے، جماعت کو چھوڑنے والے) یہ کسی بھی طرح سے اسلام سے مرتد ہونے والے کے بارے میں عام ہے اگر وہ اسلام کی طرف نہ لوٹے تو اس کو قتل کرنا واجب ہے اور علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث خارجیوں کی طرح کسی بدعت یا بغاوت یا ان دونوں کے علاوہ کسی بھی بہانے سے اسلام سے نکلنے والے شخص کو گرفت میں لیتی ہے۔ واللہ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ
مسلمانوں کے حاکموں کی غیبت کرنا حرام ہے

امام محمد بن علی شوکانی صنعانی رحمہ اللہ اپنی کتاب رَفْعُ الرِّیْبَة (ص:۱۳، طبع دار ابن حزم، بیروت) میں لکھتے ہیں کہ تمام اہل علم نے مسلمانوں کی غیبت کے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے اور اس کی بنیاد کتاب عزیز اور سنت مطہرہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ﴾ (الحجرات:۱۲)

''اور تم میں سے کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے (ظاہر ہے) کہ تم اسے برا سمجھو گے۔''

غیبت کے بارے میں یہ قرآنی ممانعت ہے اس کے ساتھ ایسی مثال بھی وارد ہے جو اس کی ممانعت کی تشدید اور تغلیظ کو بڑھا رہی ہے اور اس کی ایسی شناعت اور کراہت دلوں میں پیوست کر رہی ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انسانی گوشت کھانا ایسی ناگوار اور مکروہ چیزوں میں سے ہے جس سے بنی آدم جبلّی اور طبعی طور پر نہایت نفرت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کافر یا مزاحمت کار دشمن کا ہی کیوں نہ ہو، تو اس وقت کس قدر گھن اور نفرت بڑھ جائے گی جب وہ نسبی یا دینی بھائی کا ہو۔ اور پھر اس وقت نفرت اور گھن کیسی ہوگی جب وہ طبعاً مرے ہوئے بھائی کا ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ جب کسی حلال جاندار کا عمدہ گوشت اس کے مرنے سے ہی مکروہ اور ناگوار ہو جاتا ہے اور طبع اس کی چاہت نہیں کرتی اور نہ دل اسے قبول کرتا ہے۔ اس آیت سے غیبت کی صریح ممانعت کے بعد اس کی حرمت میں مبالغے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیبت کتنا بڑا گناہ ہے)

جب کہ سنت مطہرہ کا مطالعہ کریں تو اس کی ممانعت میں بہت سی احادیث مروی ہیں اور وہ صحیحین اور ان کے سوا دیگر دواوین اسلام میں ثابت ہیں اور اس سے ملحق باتوں پر بھی مشتمل ہیں کہ غیبت کی ماہیت کیا ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے کیونکہ جب آپ ﷺ سے ایک سائل نے غیبت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْغِيْبَةُ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح تذکرہ کرے جیسے وہ برا سمجھتا ہو، کہا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ نقص ہو جو میں بیان کرتا ہوں تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس میں وہ خامی ہے جو تو بیان کرتا ہے تو پھر تو نے اس کی غیبت کی اگر وہ اس میں موجود نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔ یہ روایت صحیح مسلم (ج:۴،ص:۲۰۱، طبع بیروت اور دیگر کتب سنن میں ثابت ہے) (صحیح مسلم، بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ، رقم: ۲۵۸۹)

اور بسا اوقات شیطان لوگوں کو غیبت کے بارے میں شکوک میں مبتلا کر دیتا ہے اور ان کو بہت سے راستوں سے غیبت میں مبتلا کر دیتا ہے، وہ ان سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کی برائیاں بیان کر رہے ہو، یہ ان میں موجود ہیں لہٰذا ان کی بدخوئی کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ شیطان کا فریب ہے اس سے ان لوگوں کو بچنا چاہیے۔

شیخ محمد عرینی اپنی کتاب وجوب طاعة السلطان فی غیر معصیة الرحمن (ص:۲۳-۲۴) میں شیخ محمد بن صالح العثیمین ﷾ کا حکام کے بارے عوام کا حال درج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ (بعض لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ ہر مجلس میں بیٹھ کر والیانِ سلطنت کی عزت و آبرو میں دخل انداز ہو جاتے ہیں اور ان کی برائیاں اور غلطیاں بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کی خوبیوں یا درستیوں سے یکسر منہ موڑ لیتے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس راستے پر چلنا اور والیانِ سلطنت کی عزت و آبرو پر بٹہ لگانا معاملے کو مزید بگاڑ دیتا ہے اس طرزِ عمل سے نہ تو کوئی مشکل حل ہوتی ہے اور نہ کوئی ظلم رفع ہوتا ہے بلکہ آزمائش پر آزمائش زیادہ ہوتی جاتی ہے اور ان والیانِ سلطنت سے بغض، کراہت اور ان کے ایسے احکامات کے سامنے رکاوٹ کا سبب بنتی ہے جن میں ان کی اطاعت واجب تھی۔

ہم اس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کرتے کہ بسا اوقات والیانِ سلطنت بھی دیگر بنو آدم کی طرح برائیاں اور غلطیاں کرتے ہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کی ساری اولاد خطا کار ہے اور ان میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرلیں اور ہم اس بات میں بھی شک نہیں کرتے کہ ہمارے لیے کسی انسان کی خطا پر خاموش رہنا جائز نہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم حسب استطاعت اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے والیوں اور ان کی رعایا کو نصیحت کا فرض ادا کریں۔ اگر ہم ان میں واقعی کوئی کوتاہی دیکھیں تو ہم پر واجب ہے کہ ہم ان سے بالمشافہ رابطہ کریں یا انھیں خط لکھیں اور ان کی کوتاہی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حق کی وضاحت کا قریب تر راستہ اختیار کریں اور ان کی خیر خواہی کریں، پھر انھیں وعظ و نصیحت کریں اور ان کو یاد دلائیں کہ جو لوگ ان کے ماتحت ہیں ان کے مفادات کا خیال رکھنا اور ان سے ظلم دور کرنا ان پر واجب ہے پھر اگر وہ قرآن و حدیث کے وعظ سے نصیحت قبول کرلیں تو ہمارا مقصد پورا ہو گیا اور اگر وہ قرآن و حدیث سے نصیحت قبول نہ کریں تو ہم اسے سلطان کے احکامات سے سمجھائیں اور اس کے معاملے کو حاکم بالا تک پہنچائیں تاکہ وہ اس کے حال کو درست کرے اور جب ہم معاملے ان کے ایسے حاکموں تک پہنچا دیں جن سے مخلوقات میں سے ان کا کوئی بڑا حاکم نہیں ہے تو ذمہ داری ادا ہو گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور رب العالمین کے سوا کوئی باقی نہ رہا جس کے سامنے ہم معاملہ پیش کریں، اور اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کی اصلاح کا سوال کرتے ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر القرآن العظیم (ج:۶،ص:۳۱۸،طبع دارالاندلس بیروت) میں فرماتے ہیں کہ غیبت بالاجماع حرام ہے۔ اور اس میں کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا اِلَّا کہ اس کی مصلحت راجح ہو جیسے ''جرح وتعدیل'' اور نصیحت۔ الخ

اور امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی کتاب الجامع لاحکام القرآن (ج:۱۶،ص:۳۳۷) میں فرماتے ہیں کہ (اس بات پر اجماع ہے کہ غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اس سے اللہ کی طرف رجوع (توبہ) واجب ہے۔ (الخ)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان حفظہ اللہ اَلاَجْوِبَةُ الْمُفِيْدَةُ عَنْ أَسْئِلَةِ الْمَنَاهِجِ الْجَدِيْدَةِ (ص:٦٠، طبع دارالسلف) میں بیان کرتے ہیں کہ والیانِ سلطنت کی غیبت اور چغلی کرنا شرک کے بعد شدید قسم کی محرمات میں شامل ہے اور خصوصاً علماء اور اعیانِ سلطنت کی غیبت شدید ترین گناہ ہے کیونکہ اس پر مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کرنا اور اعیانِ حکومت کے بارے میں بدگمانیاں اور لوگوں کے دلوں میں ناامیدی جیسی خرابیاں مرتب ہوتی ہیں۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن سبیل حفظہ اللہ اپنی کتاب اَلادِلَّة الشَّرْعِيَّةُ فِي بَيَانِ حَقِّ الرَّاعِيْ وَالرَّعِيَّةِ (ص:۲۵، طبع ریاض) میں بیان فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ نے حاکموں کی عزتوں کے متعلق لب کشائی اور ان کی تنقیص یا ان کے حق میں بد دعا کرنے سے ڈرایا ہے کیونکہ یہ عمل والیانِ ریاست اور رعایا کے درمیان کینہ اور بغض پیدا کرنے والے اسباب میں سے ہے اور امت کی صفوں میں فتنے اور تنازعے کو فروغ دینے والا ہے۔ لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مومنوں کے درمیان صلح و صفائی کرانے اور ان کی دعوت کو اکٹھا کرنے اور ان کے دلوں کو جوڑنے میں کوشاں رہے خصوصاً وہ مسلمان جو اہل علم اور اہل دعوت میں سے ہو یا ان لوگوں میں سے ہو جن کا اپنی قوم اور اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں اثر و رسوخ ہو، لہٰذا ایسے مسلمان پر مسلمانوں کے کلمے کو اکٹھا کرنے اور ان کی صفوں کو متحد کرنے اور والیانِ ریاست اور رعایا کے درمیان الفت پیدا کرنے کی بڑی اور بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا عظیم ترین نفع ہے۔

نواب سید صدیق حسن خان قنوجی اپنی کتاب إِكْلِيْلُ الْكِرَامَةِ فِيْ تِبْيَانِ مَقَاصِدِ الْإِمَامَةِ (ص:۳۲۵) میں بیان کرتے ہیں (جان لو کہ ظلم کی قبیح ترین قسموں میں سے وہ قسم ہے جو آبروؤں کی آبرو ریزی کی طرف لوٹتی ہے جیسے غیبت کرنا یا چغلی کرنا یا گالی دینا یا بہتان لگانا۔ (الخ)

اور ایسے جرام کرنے والے جاہل یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کے والیوں کی غیبت کرنا اور مسلمانوں کی آبروؤں سے دل بہلانا، زہر قاتل اور گھمبیر بیماری اور واضح ترین گناہ ہے۔

پس جب انصاف پسند انسان، ان آیات اور احادیث اور آثار اور اہل علم و بصیرت محققین کے اقوال سنے گا تو جان لے گا کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے والا ہے، اور اپنی کہی ہوئی باتوں اور کیے ہوئے کاموں کے بارے میں پوچھا جانے والا ہے تو وہ اپنی حد پر رُک جائے گا اور اپنے گناہوں کو دیکھ کر دوسروں کی غیبت سے باز آجائے گا اور جس پر جہالت اور نفسانیت کا غلبہ ہو گا وہ اپنی رائے پر گھمنڈ کرے گا (اس پر کوئی قرآنی یا حدیث نبوی اثر نہیں کرے گی اور نہ اللہ کے سوا کوئی اس کا علاج کر سکتا ہے) اور ہمارے پاس اسے راہِ راست پر لانے کا کوئی حیلہ نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں کیونکہ وہی اس کا والی ہے اور اس پر قادر ہے۔[1]

[1] البتہ ہم اس طرح کے ازلی رذیلوں اور پیدائشی کثیفوں کو آخری مغل تاج دار بہادر شاہ ظفر کا سبق آموز شعر ضرور پڑھاتے ہیں، وہ لکھتا ہے:

نہ تھی جب تک اپنے حال کی خبر ۔ رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
جب پڑی اپنے گناہوں پر نظر ۔ تو نگاہوں میں کوئی برا نہ رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ مسلم حکمرانوں کے پیچھے نماز ادا کرنا اور ان کو زکوٰۃ ادا کرنا اور ان کے ساتھ مل کر جہاد اور حج کرنا واجب ہے

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ جان لیں کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد والے سلف صالحین کا عمل اس بات پر رہا کہ وہ ہر نیک اور فاجر حاکم کے پیچھے نماز جائز سمجھتے تھے اور ان کو زکوٰۃ ادا کرتے تھے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد اور حج کرتے تھے اور ان کا عمل اس بات کی کفایت کرنے والی دلیل ہے کہ ان کے عمل کی مخالفت سامنے نہیں آئی۔

۱۔ امام المؤرخین ابن سعد رحمہ اللہ "طبقات کبریٰ" (ج:۴،ص:۱۴۹،طبع بیروت) میں صحیح سند کے ساتھ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فتنے کے دور میں جو شخص امیر بن کر آتا اس کے پیچھے نماز ادا کرتے اور اسے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے۔ (اس موقوف روایت کی سند میں اگرچہ جابر جعفی ہے لیکن امام شافعی نے اسے کتاب الاُم میں اور امام بیہقی نے اپنی السنن الکبریٰ میں جس سند سے اسے روایت کرتے ہیں اس میں یہ راوی نہیں ہے۔ اور ابن ابی شیبہ کی "مُصَنَّف" میں عمیر بن ہانی کی صحیح سند سے روایت ہے کہ جب حجاج بن یوسف ثقفی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو حضرت عبدا للہ بن عمر رضی اللہ عنہ کبھی ابن زبیر کے والی کے پیچھے نماز ادا کرتے اور کبھی حجاج کے والی کے پیچھے۔)

ابن زمنین رحمہ اللہ اپنی کتاب أصول السّنة (ص:۲۸۱) میں لکھتے ہیں کہ اہل السنۃ کا قول یہ ہے کہ نمازِ جمعہ اور عیدین اور وقوفِ عرفہ ہر نیک یا بد امیر کے ساتھ ادا کرنا سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور برحق ہے۔ اور جس نے ان کے ساتھ نماز ادا کی اور پھر اسے لوٹایا وہ اس امت کے اسلاف کرام کی جماعت سے نکل گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ۹)

”کہ اے ایمان والو! جب تمھیں جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کے لیے تیزی سے آؤ، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔“

اور اللہ جل ثناءُہٗ نے جب ان پر اس کی طرف سعی کرنے اور موذن کی آواز پر لبیک کرنا فرض کیا تھا تو اس وقت وہ جانتا تھا کہ انھیں مجرم حکام اور فاسق امراء نماز پڑھائیں گے اور وہ اس سے ناواقف نہ تھا۔ لہٰذا ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے بندوں پر ایسی عبادت کی طرف سعی کرنا فرض کرے جس میں ان کی حاضری جائز نہیں اور ان پر اس کا لوٹانا واجب ہے۔ لہٰذا حکمران اور حکام جن کو اپنا نائب بنائیں ان کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ وغیرہ جائز ہے جب تک وہ اسے وقت پر پڑھائیں۔

امام اسماعیلی رحمہ اللہ اپنی کتاب اعتقاد اهل السنة (ص:۵۰، طبع دار الريان امارات) میں لکھتے ہیں کہ: اہل السنۃ نمازِ جمعہ وغیرہ کو ہر نیک یا فاجر مسلمان امام کے پیچھے جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے جمعہ کو فرض کیا ہے اور اس میں شامل ہونا مطلقاً فرض قرار دیا ہے حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ اسے قائم کرنے والوں میں فاجر اور فاسق بھی ہوں گے اور اس نے کسی وقت کو کسی وقت کے سوا اور جمعہ کی نداء کو کسی نداء کے سوا مستثنیٰ نہیں کیا۔ (الخ)

امام ابوعثمان صابونی اپنی کتاب ”عقيدة السلف اصحاب الحديث“ (ص:۱۰۶، طبع مدینہ منورہ) میں فرماتے ہیں کہ اصحاب الحدیث جمعہ اور عیدین اور ان کے سوا نمازِ پنجگانہ کو ہر نیک یا فاجر مسلمان امام کے پیچھے جائز سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر کافروں سے جہاد کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ ظالم اور فاجر ہی کیوں نہ ہوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ابن ابی زمنین رحمہ اللہ اپنی کتاب اُصُولُ السُّنَّة (ص۲۸۴،طبع مدینۃ منورۃ) میں امام اعمش رحمہ اللہ سے صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کبار شاگرد، مختار بن ابی عبید ثقفی (کذاب) کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرلیا کرتے تھے اور اس پر اکتفاء کرتے تھے۔(یعنی اسے دہراتے نہیں تھے)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے جن کے فسق و فجور کو وہ جانتے تھے جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ کرام ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور وہ شراب پیتا تھا اور ایک مرتبہ اس نے صبح کی نماز چار رکعتیں ادا کیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر اسے کوڑے لگائے تھے۔[1] اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور صحابہ و تابعین مختار ابن ابی عبید ثقفی کے پیچھے نماز ادا کیا کرتے تھے اور وہ الحاد سے متہم تھا اور گمراہی کی طرف دعوت دینے والا تھا۔دیکھئے مجموع الرسائل والمسائل (ج:۵،ص:۱۹۹،طبع دارالباز مکۃ)

امام طحاوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ "العقیدۃ الطحاویۃ"(ص:۴۶،طبع المکتب الاسلام بیروت) میں فرماتے ہیں اور ہم اہل قبلہ میں سے ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز سمجھتے

---

[1] حضرت ولید بن عقبہ سیدنا ابوبکر خلیفہ رسول اللہ اور سیدنا عمر بن خطاب خلیفہ المسلمین کے ادوار خلافت میں ان کے سیکرٹری تھے اور حضرت عثمان بن عفان کے دورِ خلافت میں افواج اسلامیہ کے سپہ سالار تھے اور بعد میں کوفہ کے امیر بنائے گئے ان پر ان کے مخالفین نے شراب نوشی کی جھوٹی شہادت دی، حضرت عثمان نے انھیں بلایا اور پوچھا تو اس نے حلفا کہا کہ میں نے شراب نوشی نہیں کی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ پر حد جاری کریں گے اور ان دونوں کی جھوٹی شہادت انھیں جہنم میں لے جائے گی۔العواصم من القواصم میں محب الدین الخطیب کا حاشیہ پڑھیں تو آپ پر آشکارا ہو جائے گا کہ نہ تو اس نے صبح کی چار رکعتیں پڑھائیں اور نہ یہ کہا کہ میں اور رکعتیں پڑھاؤں ہمارے محدثین کرام نے صحیح سند سے حد کا قصہ تو نقل کیا ہے اور اس کے پیچھے کوفیوں کی دسیسہ کاری جو کہ مبنی بر کذب ہے وہ بیان نہیں کی۔(عبدالجبار سلفی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان میں سے جو کوئی فوت ہو جائے تو اس پر نماز جنازہ بھی جائز سمجھتے ہیں۔

اور امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ "شرح السُّنَّة" (ص:۱۱۶،طبع مدینہ منورة) میں فرماتے ہیں اور جان لو کہ سلطان کا ظلم، اللہ عزوجل کے ان فرائض میں سے کسی فریضے کو کم نہیں کرتا جو اس نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر فرض کیا ہے، اس کے ظلم کا وبال اس کی ذات پر ہے، اور اس کے ساتھ تمہارا نفلی عمل اور نیکی کا ثواب ان شاء اللہ تمھیں پورا ملے گا یعنی ان کے ساتھ مل کر جماعت، جمعہ، جہاد اور تمام طرح کی طاعات میں حصہ دار بنو اور تمہاری نیت تمہارے لیے ہے۔

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ اپنی "صحیح" (ج:۲،ص:۶۸۶،طبع بیروت) میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اعرابیوں کا ایک گروہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا:

اے اللہ کے رسول ﷺ! تحصیل داروں (زکوۃ وصول کرنے والوں) کے کچھ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اپنے تحصیل داروں کو راضی کرو۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے حضرت رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے اس وقت سے کوئی تحصیل دار مجھ سے الگ نہیں ہوا جب تک وہ مجھ سے راضی نہ ہوا۔

۴۔ ابن ابی زمنین رحمہ اللہ اصُولُ السُّنَّة (ص:۲۸۶، طبع مدینة منوره) میں صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوصالح نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوسعید خدری سے پوچھا کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اسے از خود تقسیم کریں یا سرکاری تحصیل داروں کو دیں انھوں نے فرمایا: بلکہ وہ سرکاری تحصیل داروں کو ادا کریں۔

ابن زمنین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ کے قول کے مطابق والیانِ ریاست کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقات جمع کرانا جائز ہے۔ اور اللہ نے یہ چیز ان کے لیے رکھی ہے اس کا ارشاد ہے:

﴿اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)

''کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔''

اور اس نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبة:۱۰۳)

''ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو اور ان کو پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو۔''

۵۔ امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اپنی ''صحیح'' (ج:۲،ص:۱۸۸، طبع مکتبہ الریاض) میں حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب وہ محصور تھے اور ہم نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ رہیں جو ہمارے سامنے ہے اور ہمیں فتنے کا سرغنہ نماز پڑھا رہا ہے اور ہم اس کے پیچھے نماز ادا کرنے میں حرج سمجھتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ جو نیک اعمال کرتے ہیں ان میں سے نماز نیک ترین عمل ہے جب لوگ نیک عمل کریں تو ان کے ساتھ مل کر نیک عمل کرو اور جب وہ برا عمل کریں تو ان کی برائی سے علیحدہ ہو جاؤ۔

۶۔ امام ابن ابی شیبہ اپنی ''مصنف'' (ج:۲،ص:۳۷۸،طبع کراچی) میں امام ابراہیم بن یزید بن قیس نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (تابعین کرام) امراء کے پیچھے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ خواہ کیسے بھی ہوتے۔

۷۔ اسی ''مصنف'' میں مذکورہ (جلد اور مذکور صفحہ) پر جعفر بن زبرقان سے مروی ہے کہ اس نے میمون بن مہران الحرزی کوفی سے ایسے آدمی کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بارے میں پوچھا جو خارجیوں میں سے تھا، تو آپ نے جواب دیا تو اس کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے ہم حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ ازرقی حروری تھا۔ (حجاج قطعاً حُرُورِی (خارجی) اَزرقی نہ تھا بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تو خارجیوں کی کمر توڑ دی تھی یہ تاریخی حقیقت ہے۔ (دیکھئے کتاب: حجاج بن یوسف ثقفی المفتریٰ علیہ، تالیف ڈاکٹر محمود ابو زیادہ)

۸۔ محدث ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی ''مصنف'' (ج:۲،ص:۲۷۹، طبع کراچی) میں ابراہیم بن ابی حفصہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ابو حمزہ ثمالی (غالی رافضی کوفی) کہتا ہے کہ ہم حاکموں کے پیچھے نماز ادا نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم ان لوگوں سے رشتے ناطے کریں گے جب تک ہماری رائے جیسی رائے نہ رکھیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ ہم سنت کے مطابق ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور ان سے رشتے ناطے کریں گے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ عقیدۃ طحاویہ (ص:۴۹، طبع بیروت) میں فرماتے ہیں کہ حج اور جہاد قیامت تک مسلمانوں کے نیک اور فاجر حاکموں کے ساتھ جاری رہیں گے، نہ کوئی چیز انھیں باطل کرسکتی ہے اور نہ گھٹا سکتی ہے۔ (الخ)

عقیدہ طحاویہ کے شارح ابن اَبِی العِزّ حنفی رحمہ اللہ اپنی شرح عقیدہ طحاویہ (ص:۲۸۸، طبع المکتب الاسلامی بیروت) میں فرماتے ہیں: کیونکہ حج اور جہاد فرض ہیں جو سفر سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی جہاندیدہ حاکم ہو جو ان فرائض میں لوگوں کی صحیح راہنمائی کرے اور دشمن کا مقابلہ کرے اور یہ مقصد جس طرح نیک امام (حاکم) سے حاصل ہوسکتا ہے اس طرح فاجر امام (حاکم) سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ (الخ)

امام اسماعیلی رحمہ اللہ اپنی کتاب اعتقاد اهل السنة (ص:۵۰، طبع دار الریان الامارات) میں فرماتے ہیں: اور (اہل السنۃ) مسلم حاکموں کے ساتھ مل کر جہاد کرنا جائز قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ ستمگر ہی ہوں۔'' (الخ)

امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ اپنی کتاب "أُصُوْلُ السُّنَّة" (ص:۲۸۸، طبع مدینہ منورۃ) میں فرماتے ہیں: اہل السنۃ کا قول ہے کہ نیک یا فاجر امام (حاکم) کے ساتھ حج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جہاد کرنا سنت اور حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے اور اس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (ال عمرٰن: ۹۷) ''اور اس نے ہمیں اپنی کتاب میں کتنی آیات میں جہاد کی فضیلت سے آگاہ فرمایا ہے اور وہ ان حاکموں کو جانتا تھا جن کے بغیر حج اور جہاد کا فریضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود اس نے حاکموں کے نیک ہونے کی شرط نہیں لگائی اور نہ ہی اس نے اس کی وضاحت کی ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ (الخ)

اور امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ شَرحُ السُّنَّة (ص:۷۷، طبع مدینہ منورہ) میں فرماتے ہیں (امام کے ساتھ حج اور غزوہ جاری رہے گا اور ان کے پیچھے نمازِ جمعہ جائز ہے) میں کہتا ہوں کہ شام، یمن، حجاز، عراق اور مصر جیسے تمام ممالک کے ائمہ اہل سنت کا یہی اعتقاد ہے۔

امام عطاء رحمہ اللہ اپنی کتاب ''ذِكْرُ الْاِعْتِقَادِ'' (ص:۹۲، طبع دارالعاصمہ ریاض) میں صحیح سند سے امام ابو حاتم رازی اور امام ابو زرعہ دمشقی رحمہما اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: (...... ہم ہر دور اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے حاکموں کے ساتھ جہاد اور حج کا فرض ادا کریں گے، اور ہم اماموں (حاکموں) کے خلاف خروج جائز نہیں سمجھتے اور نہ ہم فتنوں میں قتال جائز سمجھتے ہیں اور ہم اس کی اطاعت کریں گے جن کو اللہ نے حکومت دی ہوگی اور ہم اس کی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔ اور ہم سنت اور جماعت کی پیروی کریں گے۔ اور جماعت سے علیحدگی اور مخالفت اور تفریق سے بچیں گے اور جہاد اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور وہ مسلمانوں کے اماموں (حاکموں) کے ساتھ قیامت تک جاری رہے گا اسے کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی اور اس طرح ہی حج کا معاملہ ہے اور مسلمانوں کے حاکموں کو مویشیوں کی زکوٰۃ بھی ادا کی جائے گی۔ (الخ)

۹۔ امام لالکائی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الاعتقاد'' (ج:۱،ص:۱۵۱، طبع دار طیبہ ریاض) میں حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے شاگرد شعیب سے فرمایا: اے شعیب جتنا کچھ تو نے لکھا ہے یہ تجھے اس وقت تک نفع نہ دے گا جب تک تو ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز جائز نہ سمجھے گا اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور سلطان کے جھنڈے تلے صبر کرنا ہوگا۔ وہ عدل کرے یا بے انصافی۔

اور امام ابن ابی یعلی اپنی کتاب ''طبقات حنابلہ'' (ج:۲،ص:۴۰،طبع دار المعرفہ بیروت) میں حضرت عبد اللہ بن مبارک مروزی رحمہ اللہ کا قول ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جس نے ہر نیک اور فاجر (حاکم) کے پیچھے نماز جائز ہونے کا فتویٰ دیا اور ہر خلیفہ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور تلوار کے ساتھ سلطان وقت کے خلاف خروج جائز نہ سمجھا۔ اور ان کے لیے راست روی کی دعا کی وہ خوارج کے قول سے نکل آیا ہے۔(الخ)

اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''عقیدہ واسطیہ'' میں فرماتے ہیں: پھر وہ (اہل السنۃ) شریعت کے فریضے کے اصول کے مطابق نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور وہ امراء کے ساتھ حج، جمعہ اور عیدین کے قیام کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ امراء نیک ہوں یا فاجر، اور وہ جماعتوں اور جہاد کے قیام کو جائز کہتے ہیں اور امت کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں فصل:

اس بات کے دلائل کہ جو شخص مسلمانوں کے اُمراء کی بات غور سے سنے اور ان کی اطاعت کرے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی ''مسند'' (ج:۵،ص:۳۲۵،طبع مکتب الاسلامی بیروت) میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ، وَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ آتَى الزَّكٰوةَ وَ سِمَعَ وَ اَطَاعَ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ الْاَبْوَابِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ.»

''جس نے اللہ کی بندگی کی اور اس نے (اس کی ذات و صفات اور اختیارات میں کسی اعتبار سے) شرک نہ کیا اور نماز ادا کی اور زکوٰۃ ادا کی اور سمع و طاعت کی وہ جنت کے آٹھوں دروازں سے جس سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔''

اس حدیث نے بتا دیا کہ جس نے مسلمانوں کے حاکموں کی سمع و طاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ بشرطیکہ ان کی اطاعت معصیت الٰہی نہ ہو۔ اس کی تائید حضرت ابوامامہ (صدی بن عجلان باہلی) کی حدیث سے ہوتی ہے۔

۲۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی ''جامع ترمذی'' (ج:۲،ص:۵۱۶،طبع مصر) میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

إِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَ لَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ «اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمْوَالِكُمْ، طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَطِيعُوا أُمَرَاءَ كُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.» (سنن الترمذي، رقم:٦١٦)

''میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ آگاہ رہو، تم اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنی پنجگانہ نماز پڑھو اور اپنے ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے دلوں کی خوشی سے اور اپنے امراء کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

لہٰذا مملکت (اسلامیہ) کے ہر فرد پر واجب ہے کہ وہ مملکت کے امراء کی اطاعت کرے۔ مزید برآں مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس بات کو یاد رکھے کہ والیانِ ریاست کی اطاعت جلیل القدر اعمال اور افضل قربات میں سے ہے۔ خواہ وہ والی نیک اور عادل ہوں یا وہ ستمگر حاکم۔ جب تک وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ان کے احکام کی تعمیل، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں داخل ہے۔

لہٰذا مسلمان پر لازم ہے ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق احکام میں ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوش نودی کی طلب کرے اور اس کے حکم کی تعمیل کرے اور اس سے ثواب کی امید رکھے اور اس کی مخالفت پر اللہ کے عذاب کے خوف سے ڈرے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''مجموع فتاویٰ'' (ج:۳۵، ص:۱۶۔۱۷، طبع مصر) میں فرماتے ہیں:

''ہر مسلمان پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واجب ہے اور اللہ کے حکم کی بناء پر حاکموں کی اطاعت واجب ہے لہٰذا جس مسلمان نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے حاکموں کی اطاعت کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہیں اور جو شخص ان کی اطاعت صرف اس لیے کرتا ہے کہ انھوں نے اسے سرکاری منصب پر فائز کریں اور اسے مال دیں، اگر وہ اسے دے دیں تو وہ ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کرے اور اگر نہ دیں تو ان کی نافرمانی کرے تو اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ اپنی کتاب "اَلسُّنَّة" (ج:۲،ص:۴۸۹،طبع بیروت) میں صحیح سند سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ السَّامِعَ الْمُطِيعَ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ السَّامِعَ الْعَاصِيَ لَا حُجَّةَ لَهُ.» (السُّنَّة لابن ابی العاصم،بَابٌ فِي ذِكْرِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، رقم:١٠٥٦)

"کہ فرمانبردار سامع پر کوئی مواخذہ نہیں ہے اور نافرمان سامع کے لیے مواخذے سے بچنے کی کوئی دلیل نہیں۔"

اور اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابن زنجویہ نے کتاب اَلاَموَال (ج:۱،ص:۷۳،طبع مرکز الفیصل) میں حسن لغیرہ سند سے روایت کیا ہے کہ سمع و طاعت یہ نہیں ہے کہ جو حکم انھیں پسند ہو اسے بجا لائیں اور جب تم کسی حکم کو پسند نہ کرو اسے چھوڑ دو بلکہ سمع و طاعت تو یہ ہے کہ تم کسی حکم کو ناپسند کرو، یا پسند کرو فرمان بردار سامع پر کوئی مواخذہ نہیں اور نافرمان سامع کے پاس کوئی عذر نہیں یعنی اس کے پاس اپنے فعل کے لیے کوئی دلیل نہیں اور نہ اس کے پاس کوئی عذر ہے جو اسے نفع دے۔

یہ اختتامیہ ہے اس نفع مند مبارک تصنیف کا جس کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا کی، میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میرے نامہ اعمال میں اس کا اجر و ثواب لکھ دے اور مجھ سے بوجھ اتار دے اور قیامت کے دن میرے لیے اسے ذخیرہ حسنات بنا دے۔

صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَ بَارَكَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(مُؤَلِّف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حکمرانوں کے خلاف رعایا کی بغاوت کی وجوہات

امام ابو بکر طرطوشی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''سراج الملوک'' میں لکھتے ہیں:

- جب کسی ملک کا حاکم ظلم کرے یا ظلم کرنے کی نیت کرے تو اس کی مملکت سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں حکمرانوں کے پوشیدہ ارادے اور ان کے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں رعایا کے دلوں میں سرایت کر جاتی ہیں۔
- اگر حاکمِ وقت رعایا سے بھلائی کا ارادہ کرے تو رعایا کے دلوں میں حاکم وقت کے حق میں بھلائی منتقل ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ شر کا ارادہ کرے تو رعایا کے دلوں میں بھی حاکم وقت کے خلاف شر منتقل ہو جاتی ہے۔ (اور اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع ہو جاتے ہیں)
- عوام الناس خواہ حاکم ہوں یا رعایا ان میں بدترین خصلت اپنی بات منوانا ہے اور کسی کے مشورے کو خاطر میں نہ لانا ہے۔
- عجائبات میں سے عجیب ترین معاملہ تکبر اور انانیت کے باوجود حکومت کا برقرار رہنا ہے حالانکہ متکبر انانیت پرست حاکم کی حکومت کو اس کی انانیت اور نخوت مدتِ مقررہ سے پہلے ہی ڈبو دیتی ہے۔

AziziAbu Miqdam Azizi # 0321-6487621

دار السلام
دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کا مثالی ادارہ
Lahore,Gujranwala Pakistan PH: 0333-8242703,0321-7440323